اقوال امام اہلسنت
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا
سرفراز خان صفدر
رحمۃ اللہ علیہ
حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

اقوال امام اہلسنت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

نام کتاب: اقوال امام اہلسنتؒ

مرتب: حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

سنہ اشاعت: سنہ ۲۰۱۹ء/ سنہ ۱۴۴۰ھ

فہرست مضامین

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

امام اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر محدث اعظم غزالی دوراں امام فن اسماء الرجال جامع المعقول والمنقول شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر علیہ الرحمۃ ورضوان کی ذات اقدس کسی تعارف کا محتاج نہیں، آپ علماء دیوبند کیلئے عظیم سرمایہ تھے اور آج فرزندان دیوبند آپ کے نام پر فخر کرتے ہیں، رہتی دنیا تک آپ کا اسم گرامی دیگر علماء دیوبند کی طرح روشن رہے گا۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کابر کے حالات وواقعات بیان کرنے کے بعد بڑی حسرت سے بیان کرتے تھے کہ ایک محفل تھی فرشتوں کے جو برخاست ہوئی،

آہ! یہ فرشتہ صفات انسان اب ڈھونڈنے سے کہاں ملتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت شیخ صفدر رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے علمی خدمات لیا جو آپ کی کتب سے ظاہر ہے، ایک حوالہ پر کئی حوالہ جات پیش کرنا آپ کے وسعت علمی پر واضح دلیل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے بہت سے فنون میں مہارت دی تھی، چنانچہ آپ بیک وقت مفسر، محدث، جامع المعقولات والمنقولات اور امام فن اسماء الرجال تھے، آپ اگر قرآن کی تفسیر کرتے تو مفسر قرآن اور حدیث کی تشریح کرتے تو شیخ الحدیث عربی عبارات میں صرفی ونحوی بحث کرتے تو شیخ الصرف والنحو اور اگر رجال پر بحث کرتے تو امام فن اسماء الرجال نظر آتے

۔

آپؒ کی کتب پڑھ کر بہت سے مشرکین مؤحد بن گئے، بدعت میں ڈھوبے عوام سنت کے

حامی بن گئے ، فی الجملہ آپؒ نے بہت سے خدمات سرانجام دیئے جو ہمیشہ اندھوں کے لئے بینائی کا سبب بنیں گے۔

فقیر کی عادت یہ ہے کہ جب بھی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو اہم بات اور اہم ابحاث کی نشاندہی کر کے الگ ڈائری میں لکھتا ہوں تا کہ آئندہ جب بھی اس بات یا بحث کی ضرورت پڑی یا حوالہ کی ضرورت پڑ جائے تو آسانی سے مل جائے۔

اللہ تعالی نے شیخ صفدرؒ کی کتب سے استفادہ کا شرف بخشا تو اس میں بہت سے علمی جواہرات ملا اور حسب معمول ان کی نشاندہی بھی کی۔ سوچا کیوں نہ ان علمی جواہرات کو جمع نہ کرو تا کہ عوام بھی اس سے مستفید ہو جائے، چونکہ اتنی ساری کتب کا مطالعہ کرنا ظاہر سی بات ہے دور مصروفیت میں اور بالخصوص عوام کا مطالعہ سے بے دوری کس کے بس میں ہوسکتی ہیں، بریں بنا فقیر نے ارادہ کیا کہ حضرت شیخ کی کتب میں جو علمی جواہرات ہیں وہ یکجا کر کے الگ لکھو۔

اللہ تعالی اسے نافع اور قبول فرمائیں آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔۔۔۔

احقر الناس محمد عدنان فاروقی حنفی عفی اللہ عنہ

۱۶ / ذی الحجہ / ۱۴۴۰ھ / ۱۸ / اگست / ۲۰۱۹ء

سوانح امام اہلسنت

نام ونسب:

امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر بن نور احمد خان مرحوم بن گل احمد مرحوم قوم سواتی (پٹھان) ہے۔

مقام ولادت:

ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمنگ بالا سابق ڈاکخانہ بٹل علاقہ کونش تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ۔(اب مانسہرہ ضلع ہےاور ہزارہ ڈویژن ہے)

تاریخ ولادت:

تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی یقینی بات معلوم نہیں چونکہ اس وقت ریکارڈ رکھنے کا رواج نہیں تھا، البتہ خاندان کے بڑے بزرگوں کی روایات کے مطابق اندازہ ہے کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۹۱۴ء کے لگ بھگ ہوئی۔

بچپن:

حضرت امام اہل سنت کی عمر ابھی صرف چھ سال کی تھی آپ کی والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی اور والد کی عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز تھی، ایسا بچہ کہ جس کی عمر چھ سال ہو اور حقیقی ماں کی ممتا سے محروم ہو اور والد کی عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہو اس کا بچپن کیسے گزرا ہوگا۔۔۔۔۔ یہ بیان محتاج نہیں۔

والد محترم:

آپ کے والد محترم جناب نور احمد خان ایک متشرع اور دیندار انسان تھے، گھر سے باہر

ایک چبوترہ نماز کے لیے بنایا ہوا تھا جس کی طہارت اور نظافت کا خوب خیال رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے مہمان نوازی کا وصف بھی عطاء فرمایا تھا، کثرت سے مہمانوں کی آمد جاری رہتی اور آپ خوب تواضع فرماتے۔

ابتدائی تعلیم:

۱۳ سال کی عمر میں آپ کے والد محترم نے آپ کو آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب مولانا سید فتح علی شاہ صاحب کے ہمراہ حصول تعلیم کے لیے بٹل بھیجا، یہاں پہلی جماعت میں آپ کو داخل کیا گیا، بٹل کے بعد ملک پور کے علاقے میں چلے گئے اور دوسری جماعت تک وہاں پر پڑھتے رہے اور اسی دوران قاعدہ، ناظرہ قرآن اور جنازہ وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھ لیے۔

ملک پور کے بعد مانسہرہ چلے گئے جہاں تیسری جماعت کے ساتھ ساتھ تعلیم الاسلام پڑھی اور ساتھ میں کچھ تقریر وغیرہ بھی سیکھ لی۔

تحصیل علم میں مشکلات:

آپ تحصیل علم کے لیے بہت سے تکالیف برداشت کئے، ایک دن آپؒ نے اپنے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمان شاھد کو فرمانے لگے، بیٹا! محنت کرو اور پڑھو! فرمایا ہم نے تو انتہائی کسمپرسی کے حالات میں پڑھا ہے پھر یتیمی کے دوران پڑھا ہے، وسائل نہیں تھے، والد کا سایہ بھی نہ تھا، بیٹا دین سے دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی، آج تمہارے پاس وسائل ہے اور کسی چیز کی کمی نہیں ہے پھر اپنا ایک واقعہ سنایا کہ:

’’میں گوجرانوالہ میں رہتا تھا، اطلاع ملی ہمارے علاقہ مانسہرہ میں کوئی عزیز فوت ہوگئی ہے میں وہاں اپنے علاقہ میں گیا، واپس گوجرانوالہ آنا تھا اس وقت وہاں سے گوجوانوالہ کا کرایہ دو روپے تھا اور میرے پاس صرف ایک روپیہ تھا میں نے سوچا کہ چلو پنڈی تک پیدل چلا جاتا

ہوں وہاں سے گاڑی پر بیٹھ کر ایک روپیہ کرایہ دونگا اور گوجرانوالہ چلا جاؤں گا پھر اچانک دل میں خیال آیا کہ چلو قریب ہی رشتہ داروں کا گھر ہے اس سے ایک روپیہ قرض لے لیتا ہوں جب ان کے پاس گیا تو انہوں نے ایک روپیہ قرض دینے سے انکار کر دیا کہ یہ بیچارہ ایک روپیہ کیسے واپس دے گا، ضائع کرنے والی بات ہے، چنانچہ میں نے اس کے بعد سے آج تک کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا، اپنے علاقہ سے واپس پیدل سفر شروع کر دیا، رات ایبٹ آباد پہنچا وہاں پر الیاس مسجد میں نماز پڑھی میرے پاس صرف ایک چادر تھی نماز کے بعد مسجد والوں نے پوچھا آپ کیوں بیٹھے ہے؟ میں نے کہا کہ مسافر ہوں، رات مسجد میں گزارنا چاہتا ہوں، انہوں نے مسجد میں رہنے کی اجازت نہ دی، سردیوں کی رات تھی ایک ہی چادر میں، میں نے باہر ہی گزاری، صبح ہوئی تو پھر پیدل سفر شروع کیا اور پنڈی پہنچ گیا وہاں سے گاڑی پر بیٹھ کر گوجرانوالہ آ گیا، حضرت نے مولانا شاہد سے فرمایا: بیٹا! اس وقت جن رشتہ داروں نے ایک روپیہ قرض دینے سے انکار کیا تھا آج وہی رشتہ داروں نے مجھ سے رشتہ داری پر فخر کرتے ہیں اور وہی مسجد والے جنہوں نے رات گزارنے کی اجازت نہ دی، آج مجھے متعدد بار جلسہ میں شرکت کی دعوت دے چکے ہیں، یہ ساری عزت اس علم دین کی وجہ سے ہے، اس لیے اسے توجہ سے پڑھو اللہ تعالی ضرور نوازے گا۔ (ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

دینی تعلیم کے لیے سفر:

بچپن میں ہی والدہ محترمہ اور والد محترم کا انتقال ہو گیا اور تعلیم میں آگے بڑھنے کا بظاہر کوئی امکان باقی نہ رہا تو کسی نیک دل بزرگ نے انہیں اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کو دینی تعلیم کے لیے دینی مدرسہ کا رخ کرنے کا مشورہ دیا اور آبائی گاوں کے قریب قصبہ بفر میں حضرت مولانا مولانا غلام غوث میں ہزارویؒ کے مدرسہ میں پہنچا دیا جہاں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ، ملتان، کوئٹہ وغیرہ کے مدارس میں درس نظامی کی

ابتدائی کتب کی تعلیم حاصل کی ،لیکن دل ابھی ذوق تعلیم سے سیراب نہ ہوا ،مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے گوجرانوالہ کے قدیم دینی درسگاہ مدرسہ انوارالعلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور مولانا عبدالقدیر صاحبؒ سے مزید تعلیم حاصل کی ،آپؒ کا فرمان ہے کہ میرا تعلیم ذوق وشوق اور علمی استعداد استاد محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی خصوصی شفقت اور توجہ کی مرہون منت ہے اور اکثر وبیشتر کتب آپ نے مولانا عبدالقدیر سے ہی پڑھی ۔

مولاناؒ کی ایک خصوصی شفقت آپ پر ایک یہ بھی تھی کہ طالب علمی کے زمانہ میں ہی جو کتب پڑھائیں وہ اپنی نگرانی میں آپ سے طلباء کو پڑھواتے یعنی مہربان استاد کی شفقت وتوجہ اور خصوصی نگرانی میں قابل ہونہار شاگرد اپنی علمی وفکری استعداد کی خصوصی نشونما کیلئے تعلیم وتدریس کے ابتدائی مراحل یکساں طور پر طے کرتا رہا ،آپ کے بردار خود حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ بھی آپ کے ساتھ زیر تعلیم تھے لیکن اسباق میں وہ آپ سے دوسال پیچھے تھے اور بالآخر تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے ۔

دیوبند میں داخلہ:

دیوبند میں اسباق کی ترتیب کچھ یوں تھی :

بخاری وترمذی: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے پاس تھی ۔

مسلم شریف حضرت مولانا ابرہیم بلیاویؒ کے پاس تھی ۔

ابوداود شریف شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کے پاس تھی ۔

اور دوسرے اساتذہ سے دیگر کتب پڑھیں اور دورہ حدیث میں طلباء کی تعداد ۳۴۳ تھی اور حضرت شیخ صفدرؒ ان سب میں ہر لحاظ سے لائق اور فائق تھے ۔

حضرت مدنیؒ کے ساتھ مماثلت:

حضرت امام اہل سنت اپنے تمام اساتذہ کرام کے قدردان تھے مگر سب سے زیادہ متأثر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی ذات گرامی سے تھے۔

بہت سے چیزوں میں ان کو حضرت مدنی کے ساتھ مماثلت تھی جن میں سے بعض زیادہ نمایاں ہیں:

حضرت مدنیؒ کی مہمان نوازی مشہور ہے اسی طرح امام اہل سنت بھی مہمان نواز تھے۔

حضرت مدنیؒ نے ساری زندگی سیاست میں گزاردی اور گمراہ فرقوں کا تعاقب بھی جاری رکھا اسی طرح حضرت امام اہل سنت نے بھی زندگی کا اکثر حصہ سیاسی جماعت سے وابستہ رہے اور فتنوں کا تعاقب بھی جاری رکھا۔

حضرت مدنیؒ بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھاتے تھے جب جیل گئے تو وہاں تعلیم الاسلام پڑھانے لگے اسی طرح حضرت امام اہل سنت بھی طلباء کو بخاری اور ترمذی پڑھاتے تھے جب جیل گئے تو اپنے برخوردار عزیزم عبدالحق خان بشیر کو صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں کی اسباق پڑھاتے رہے اور باقی ساتھیوں کو نماز اور دعاوں کے الفاظ درست کرواتے رہے۔

کراچی خالق دینہ ہال میں انگریز جج نے حضرت مدنیؒ کو دھمکی دی کہ جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس کی سزا موت ہے تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میں تو شہادت کا متمنی ہوں، کفن ساتھ لایا ہوں اسی طرح ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفی کی تحریک میں جب فوجی کرنل نے حضرت امام اہل سنت کو دھمکی دی کہ سرخ لائن عبور کرنے کی صورت میں گولی لگے گی تو حضرت نے فرمایا ۶۳ سال مسنون عمر پوری کر چکا ہوں اب شہادت کا متمنی ہوں تو جو کرنا چاہتے ہیں کر لے اور پھر نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے ساتھ سرخ لائن عبور کر گئے، تاریخ شاہد ہے کہ نہ انگریز جج کو حضرت مدنیؒ کو پانسی کی سزا دینے کی جرأت ہوئی اور نہ ہی امام اہل سنت پر فوجی کرنل کو گولی چلانے کی جرأت ہوئی۔

قوت حافظہ:

حضرت امام اہلسنتؒ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمان شاہد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجھے حکم دیا کہ بخاری شریف لاؤ، چنانچہ میں بخاری شریف لے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور بیٹھ گیا، حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا فلاں صفحہ کھولو میں نے مطلوبہ صفحہ نکال لیا ایک حدیث سنائی میں نے اس حدیث کو ڈھونڈ کر عرض کیا حضرت حدیث مل گئی، حضرت نے فرمایا دیکھو اس حدیث پر میرے ہاتھ سے لکھا ہوا حاشیہ ہوگا، میں نے ڈھونڈا تو نہیں ملا عرض کیا ابو جان آپ کا لکھا ہوا حاشیہ نہیں ملا، فرمایا دھیان سے دیکھو میں نے آنکھوں کو تھوڑا سا ہاتھوں سے ملا اور دوبارہ دیکھنے لگا پھر نہ ملا میں نے عرض کیا حضرت نہیں ملا حضرت نے اصرار کئے ساتھ فرمایا غور سے دیکھو ضرور مل جائے گا، کتاب کی جلد دوبارہ کی ہوئی تھی اور سلائی زیادہ آگے کی ہوئی تھی میں نے دونوں ہاتھوں سے کتاب کو اطراف سے دبایا تو حضرت شیخ الحدیثؒ کا لکھا ہوا حاشیہ مل گیا میں خوش ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کا لکھا ہوا حاشیہ مل گیا ہے، اس پر حضرت نے فرمایا: میں نے یہ حاشیہ ۳۰ سال قبل لکھا تھا اور اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا اور مجھے اچھی طرح یاد بھی تھا اس لئے تمہارے انکار پر دوبارہ کہا تھا کہ دیہان سے دیکھو ضرور مل جائے گا۔ (ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

تدریس:

فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ۱۵ روپے ماہانہ پر اساتذہ کے حکم سے پڑھانا شروع کیا ۱۹۴۳ء کو گکھڑ کے احباب کے اصرار پر انوار العلوم کو چھوڑ کر گکھڑ تشریف لائے اور ۴۵ روپے تنخواہ مقرر ہوئی، ساتھ ساتھ آپ طلبہ کو بھی پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا اور تقریباً ۱۴ سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

نصرت العلوم:

سنہ ۱۳۷۴ھ کو نصرت العلوم میں تقرر ہوا اور صحت کے باقی رہنے تک وہیں پڑھاتے رہے، مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھائیں، دورہ حدیث میں بخاری اور ترمذی کا درس طویل زمانے تک دیتے رہے، مگر ایک خاص سلسلہ جو آپ کی ذات سے متعلق رکھتا ہے وہ ہے سالانہ تعطیلات میں دورہ تفسیر القرآن الکریم، جس میں بے شمار تشنگان علوم نبوت نے دور دراز سے حاضر ہوکر سیرابی کی کوشش کی اور آپ نے چشمہ صافی سے ان کو سیراب کیا اور علوم کے دریا بہائے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے استاذ المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ (تلمیذ حضرت گنگوہی) سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی اور حضرت ہی سے آپ کو خلافت بھی نصیب ہوئی۔

شادی:

آپ نے ۲ شادیاں کی، پہلی شادی گوجرانوالہ میں ہی مولانا محمد اکبر صاحب مرحوم، خطیب جامع مسجد اسلام بستی کی، دختر نیک اختر سے ہوئی جس سے آپ کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئی، سنہ ۱۹۵۲ء میں دوسری شادی اپنے والد مرحوم کے چچا زاد بھائی کی بیٹی سے ہوئی جس سے سات لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

سادگی:

ایک مرتبہ حضرت امام اہل سنت رات کو کسی جلسہ میں تشریف لے گئے، صبح فجر کے بعد گھر تشریف لائے اور اپنی اہلیہ کو فرمایا کہ ناشتہ تیار کردو، حضرت کی اہلیہ نے فرمایا میں ناشتہ تیار کرکے دیتی ہوں، چونکہ حضرت رات گھر پر نہیں تھے، اس لیے محترمہ نے صبح سویرے حسب

معمول آٹا وغیرہ ابھی تک گوندھا نہیں تھا،تھوڑی دیر بعد حضرت نے اہلیہ سے کہا: کہ ناشتہ جلدی سے تیار کردو! حضرت کی اہلیہ محترمہ ابھی آٹا گوندرہی تھی ، انہوں نے حضرت سے عرض کی کہ آپ ابھی جہاں سے آئے ہیں، انہوں نے آپ کو ناشتہ بھی نہیں کروایا؟ حضرت تھوڑا مسکرائے پھر فرمایا: اللہ کی بندی تو ناشتہ کی بات کرتی ہے انہوں نے تو رات کو بھی کھانا نہیں کھلایا، بس جلسہ ختم ہوا تو انہوں نے مسجد کے صحن میں چارپائی لگادی اور سلادیا تھا۔

تکبیر اولی کا اہتمام:

مدرسہ نصرت العلوم میں حفظ کے استاذ اور قاری محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادے قاری محمد عبید اللہ عامر فرماتے ہیں: میں نے ۱۹۸۴ء میں مدرسہ نصرت العلوم سے دورہ حدیث کیا، حدیث کے سبق میں کسی نے حضرت امام اہل سنت کو طلباء کی شکایت لگائی کہ طلباء نماز میں سستی کرتے ہیں، اس پر حضرتؒ نے فرمایا: میرا یہاں گھر نہیں ہے، اگر میں یہاں رہتا ہوتا تو پھر دیکھنا کہ طلباء نماز میں کیسے سستی اور کوتاہی کرتے ہیں اس کے بعد حضرت نے فرمایا: الحمدللہ ۵۳ برس سے میری تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی، یہ بات ۱۹۸۴ء میں حضرت نے بیان کی اس کے بعد جب تک صحت ٹھیک رہی اور حضرت مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے رہے، اس وقت تک نماز کا باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ اہتمام فرماتے رہے۔

پابندی وقت:

حضرت امام اہل سنتؒ کے جانشین حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”کہ حضرت والد والد صاحبؒ اور مولانا ظفر علی خان صاحبؒ دونوں وقت کے بہت پابند تھے اور ان حضرات کے متعلق مشہور تھا کہ لوگ ان کی آمد ورفت کو دیکھ کر اپنی گھڑیاں درست

کرتے تھے۔(ماہنامہ ھدی للناس گوجرانوالہ)

تصنیف وتالیف:

(۱)الکلام الحاوی فی تحقیق عبارت الطحاوی (۲)گلدستہ توحید(۳)دل کا سرور(۴)آنکھوں کی ٹھنڈک(۵)راہ سنت(۶)باب جنت(۷)ہدیۃ المرتاب(۸)ازالۃ الریب(۹)احسن الکلام(۱۰)طائفہ منصورہ(۱۱)مقام ابوحنیفہ ؒ(۱۲)صرف ایک اسلام(۱۳)چراغ کی روشنی(۱۴)علم غیب اور ملا علی قاریؒ(۱۵)تسکین الصدور(۱۶)درودشریف پڑھنے کا شرعی طریقہ(۱۷)تبلیغ اسلام(۱۸)انکار حدیث کے نتائج(۱۹)عیسائیت کا پس منظر(۲۰)چالیس دعائیں(۲۱)آئینہ محمدی(۲۲)بانی دار العلوم دیوبند(۲۳)مسئلہ قربانی(۲۴)عمدۃ الاثاث(۲۵)تنقید متین(۲۶)شوق جہاد(۲۷)ختم نبوت(۲۸)سماع موتی(۲۹)مسئلہ تراویح(۳۰)الکلام المفید(۳۱)شوق حدیث(۳۲)عبارات اکابر(۳۳)اخفاء الذکر(۳۴)حکم الذکر بالجہر(۳۵)المسلک المنصور فی رد کتاب المسطور(۳۶)الشہاب المبین۔

حضرت کے درس قرآن(جو پنجابی زبان میں فرماتے تھے)اکیس(۲۱) جلدوں میں ذخیرۃ الجنان کے نام سے اردو میں شائع ہو چکی ہے۔

آخری ایام میں حدیث پر نظر:

حضرت امام اہلسنت نے وفات سے آٹھ (۸) روز پہلے ہر چیز کھانا پینا چھوڑ دی تھی ،حضرت کے معالج ڈاکٹر فضل الرحمن نے حضرت کو دوائی کھلانے کی کوشش کی حضرت اپنے معالج کو فرمانے لگے،بھئی اب دوائی کی ضرورت نہیں رہی میرے ساتھ اب بکھیڑے کرنا چھوڑ دو۔

مولانا محمد نواز بلوچ صاحب کہتے ہے کہ انہی ایام میں ہم حضرت امام اہلسنت کو کھانے پر

مجبور کیا کرتے تھے ،ایک دن مفتی محمد عیسی بھی موجود تھے ،حضرت نے مفتی صاحب کو فرمایا کہ:مفتی صاحب ان کو سمجھاؤ یہ مجھے کھانے پر مجبور نہ کریں ،پھر ترمذی شریف کا حوالہ دے کر ایک حدیث شریف پڑھی:

"لاتکرھوا مرضاکم علی الطعام ان اللہ یطعمھم ویستقیھم"

(ترمذی)

تم اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو بیشک اللہ تعالی ان کو کھالتے اور پلاتے ہیں۔

پھر مفتی سے فرمایا مفتی صاحب! کل آ کر مجھے اس حدیث شریف کا پورا حوالہ بھی دکھانا، اللہ اکبر آخری ایام میں بھی حافظہ اور حدیث پر کیسی نظر تھی۔

رحلت:

۵ مئی ۲۰۰۹ء بمطابق ۹ جمادی الاولی ۱۴۳۰ ہجری بروز منگل رات سوا گیارہ بجے آپ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ۔انا اللہ وانا راجعون۔

لاکھوں افراد نے ڈی سی سکول گکھڑ منڈی کے گراونڈ میں آپ کے نماز جنازہ میں شرکت کی اور گکھڑ کے قدیمی قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے

علم و عمل، بذل و بخت، حکمت و کلام والقاء

دست قضاء نے آہ سب کو بے سرو پا کر دیا

(قرآن نے کسی مسئلہ پر زور دیا ہے)

فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے جتنا زور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات پر دیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب سید الرسل و خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی خدا کے نبی اور رسول تشریف لائے ان کی پہلی دعوت ہی یہی رہی ہے کہ (مالکم من الہ غیرہ) اللہ تعالی کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں، لہذا اسی ہی کی عبادت کرو۔

(حضرت لقمان حکیم کی نصیحت)

فرماتے ہیں:

حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اے بیٹے! شریک نہ ٹھہراؤ اللہ کا بے شک شریک ٹھہرانا بھاری بے انصافی ہے۔

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ایمان لانے کا سبب)

فرماتے ہیں:

مولانا عبید اللہ نومسلم (مرحوم) پہلے پنڈت تھے اور لدھیانہ کے رہنے والے تھے پڑھے لکھے آدمی تھے اللہ تعالی نے ان کو ایمان کی توفیق عطاء فرمائی مسلمان ہو گئے انہوں نے کتاب لکھی ''تحفہ الہند'' ہندوؤں کے لئے تحفہ یہ کتاب بڑی نایاب تھی مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ علیہ کے ایمان لانے کا سبب یہی کتاب بنی ان کا پہلا نام بوٹا سنگھ تھا۔

(گمراھی کا پہلا دروازہ ترک تقلید ہے)

فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد نے کہا کہ میں نے تقلید چھوڑی تو میرے اوپر دروازے کھلے ہیں۔ غلام احمد پرویز، اسلم جی راجپوری اس طرح عبداللہ چڑالوی ان سب کے میں نے تفصیلاً حالات بنائے ہیں تو گمراہی کا پہلا دروازہ ترک تقلید ہے تو اہل ایمان کی تقلید تو یہ ہے کہ جس مسئلہ کی قرآن میں صراحت نہیں ہے، حدیث میں صراحت نہیں ہے، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے نہیں ملتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہیں ملتی تو اماموں میں سے کسی کی بات کو مان لو اور وہ بھی اس خیال سے کہ وہ معصوم نہیں ہیں معصوم صرف پیغمبر ہے اور پیغمبر کی بات قطعی ہوتی ہے اور اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا اور مجتہد کی بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی ہوسکتی ہے اور مجتہد کو غلطی میں بھی اجر ملتا ہے گناہ کوئی نہیں ہے۔ تو اہل ایمان جو تقلید کرتے ہیں وہ اور ہے اور مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی جو تقلید کرتے ہیں وہ اور ہے اور دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

آج کا کل عوام بیچارے اکثر جہالت کا شکار ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسلام کے ساتھ ان کو کوئی مخالفت نہیں ہے بلکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف جہالت کی بنا پر کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ جو ہمارے عقیدے ہیں وہی عزت اور احترام والے ہیں اور جو عقیدے ان کے علاوہ ہیں وہ توہین والے ہیں۔

(عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد نا کافی ہے)

فرماتے ہیں:

کتب عقائد میں یہ مسئلہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا کہ عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد صحیح بھی نا کافی ہے۔یعنی ایسی حدیث جس کے راوی اگرچہ ثقہ ہوں لیکن اس حدیث کا شمار خبر واحد میں ہو یا ہوتو اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر ہی قابل اخذ ہوگی)

فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر جب بسند صحیح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوتو اس کے مقابلہ میں اگر کوئی بڑے سے بڑا مفسر بھی کچھ کہے تو اکی بات مردود ہوگی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہی قابل اخذ ہوگی جب کہ اس کی سند اعلی درجہ کی صحیح بھی ہو۔

(رد بدعت پر ٹھوس علمی کتابیں)

فرماتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے اثبات توحید وسنت اور رد بدعت پر ٹھوس اور علمی کتابیں (مسائل اربعین) اور (مأۃ مسائل) لکھی ہیں جن سے اہل بدعت (بریلوی) سخت نالاں ہیں اس لیے ان کتابوں میں بلاوجہ کیڑے نکال کر اور ان کے محقق مصنف کو خائن ثابت کر کے عوام الناس کی نگاہوں سے ان کو گرانا چاہتے ہیں مگر اس سے کیا فائدہ: سورج پر تھوکنا منہ پر آتا ہے۔

(علم حدیث اور احناف)

فرماتے ہیں:

تاریخی طور پر دنیا کا کوئی منصف مزاج اور صاحب علم اس امر کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا کہ جو خدمت علم حدیث کی روایۃً ودرایۃً علماء احناف نے کی ہیں وہ اور کسی نے نہیں کی اور روایت کے صحت وسقم کے جو اصول انہوں نے قائم کئے ہیں انہی کو روشنی میں عام محدثین کرامؒ نے احادیث کی چھان بین کی ہیں اور ان کی اس خدمت جلیلہ کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے جس کو کبھی کوئی عقلمند قبول نہیں کرسکتا۔

(حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث)

فرماتے ہیں:

سید الاذکیاء فقیہ الامت رئیس الاتقیاء حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) نے علم دین کی جس نہج پر خدمت کی ہے، صحابہ کرام اور کبار تابعین کے بعد امت میں وہ صرف انہی کا حصہ ہے اور علم حدیث میں جو مقام اس کو حاصل رہا ہے، بغیر کسی جاہل یا متعصب کے اور کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

تفصیل کے لیے دیکھیے حضرت شیخ صفدرؒ کی تصنیف مقام ''مقام ابوحنیفہؒ'' اور ''امام اعظم اور علم الحدیث''، مصنف مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی (مطبوعہ سیالکوٹ) از مرتب

(تعارف تفسیر عثمانی)

فرماتے ہیں:

اردو ترجمہ اور تفسیر کے لیے انہوں نے علماء سے مشورہ کیا تو علماء کرام نے ان کو بتایا کہ اس وقت اردو زبان میں بہترین ترجمہ اور مختصر تفسیر حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ کی ہے، حضرت شیخ الہند نے یہ ترجمہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر اس وقت لکھی جب آپ مالٹا کے مقام پر قید تھے اور سورۃ

آل عمران سے لے کر آخر تک کی تفسیر حضرت کے شاگرد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کی، جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے لہرایا تھا۔

(مودودی صاحب کی تفسیر)

فرماتے ہیں:

مودودی صاحب نے بھی اپنی تفسیر اور دیگر کتابوں میں بہت ساری غلط باتیں لکھی ہیں، علماء کی ان پر تنقید بے جا نہیں ہیں۔

(اسلام میں سب سے پہلا باطل فرقہ)

فرماتے ہیں:

اسلام میں سب سے پہلا باطل فرقہ ''شیعہ'' ہے جس کی بنیاد عبد اللہ بن سبا یہودی نے رکھی، یہ عبداللہ جس کے باپ کا نام ''سبا'' تھا، یمن کا رہنے والا تھا یہ کٹر یہودی، بڑا خبیث اور شاطر قسم کا انسان تھا۔

(تہجد کی نماز نہیں چھوڑنی چاہیے)

فرماتے ہیں:

ساتھیوں! آخرت کو کبھی نہ بھولو! فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفلی نمازیں بھی پڑھو اور خصوصاً تہجد کی نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔

(نظر کا لگ جانا حق ہے)

فرماتے ہیں:

تفسیروں میں ایک بات یہ لکھی ہے کہ نظر بد سے بچنے کے لیے کہ ماشاء اللہ سارے صحت مند، خوبصورت جوان ہو، کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے "**العین حق وله رقیة**" نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم بھی ہے، نظر کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو دیکھے کہ یہ اتنا صحت مند ہے، اتنا خوبصورت ہے، اتنا مالدار ہے، اتنا لائق ہے یعنی ان چیزوں پر تعجب کا اظہار کر لے، یہ جب تعجب کرتا ہے تو اللہ تعالی فوراً اس میں عیب پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کمالات میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے، یہ میرے اختیار میں ہے۔

(حرام مال کا صدقہ ثواب کی نیت سے کرنا)

فرماتے ہیں:

اگر کسی نے حرام مال کا صدقہ کیا اور ثواب کی نیت کی تو کافر ہو جائے گا، نکاح ٹوٹ جائے گا۔

(بے نمازی کو صدقہ نہ دو)

کسی نے حضرت شیخ امام اہل سنت سے سوال کیا کہ بے نماز کو صدقہ دینا کیسا ہے؟

فرماتے ہیں:

بے نماز کو صدقہ نہ دو، حدیث پاک میں آتا ہے "**لا یاکل طعامک الا تقی**" کہ تیرا کھانا صرف پرہیزگار کھائے، بے نماز کو بالکل نہ دو، وہ رب تعالی کا نافرمان ہے، اللہ تعالی سمجھ عطاء

فرمائیں۔

(معتزلہ اور جبریہ کے عقائد باطلہ)

فرماتے ہیں:

(۱)ایک فرقہ ہے معتزلہ، یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے کیوں کہ اگر ہم تقدیر مانتے ہیں تو ہمیں کسی نیکی کا صلہ ملے گا؟ کیوں کہ جو لکھا ہے وہی کرنے ہیں اس میں ہمارا کیا اختیار ہے؟ لہذا انہوں نے سرے سے تقدیر کا انکار کر دیا۔

(۲) دوسرا فرقہ جبریہ، یہ کہتے ہیں کہ ہم رب تعالی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے، رب تعالی ہی ہمیں سب کچھ کرواتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم مجبور محض ہیں۔

لیکن اہل حق اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہیں: کہ اللہ تعالی نے بندے کو مجبور محض بھی بنایا اور ہر چیز کا اختیار بھی نہیں دیا اور جتنا اختیار دیا ہے وہ اس سے اتنا ہی پوچھے گا۔

البتہ ایک سوال خاصا مشکل ہے، وہ یہ کہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اور اس لکھے ہوئے کو ہم بدل نہیں کر سکتے تو پھر ہم مجبور محض ہوئے، یہ بات اسی طرح ہے کہ سب کچھ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔علماء متکلمین (متکلمین اس طبقہ کو کہتے ہیں جنہوں نے زور وشور سے فلسفیانہ مسائل کی تردید کی ہیں اور جس فن کو انہوں نے فلسفہ کے مقابلہ میں مدون کیا اس کو علم کلام کہتے ہیں۔از فاروقی) نے اس کا جواب یہ دیا ہیں: کہ اللہ تعالی "بکل شئی علیم" ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور علیم بذات الصدور ہے وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے، اسے معلوم تھا کہ کسی نے اپنی مرضی سے ایمان لانا ہے اور کسی نے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرنا ہے، کسی نے نیکی کرنی ہے اور کسی نے بدی کرنی ہے، اللہ تعالی نے اپنے علم سے سب کچھ لکھ دیا ہے کہ یہ کچھ ہوگا اور کریں گے اپنی

مرضی سے، اس طرح نہیں لکھا فلاں کو اس طرح کرنا پڑے گا جو انہوں نے کرنا تھا وہ لکھا ہوا ہے، لہذا آدمی مختار ہے ایمان لانے میں اور کفر اختیار کرنے میں مجبور نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے دونوں گروہوں کا نتیجہ بھی بیان فرمادیا کہ جو متقی ہیں "**اولئک هم المفلحون**" یہی فلاح پانے والے ہیں اور جو کافر ہیں "**ولهم عذاب عظیم**" اوران کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالی کفر سے بھی اور اس کے نتائج سے بھی ہر مسلمان کو محفوظ فرمائیں اور اللہ تعالی مسلمانوں کو ہر طرح کے عذاب سے بچائے، آمین۔

(مودودی صاحب کا غلط فتوی)

فرماتے ہیں:

مودودی صاحب سے حوروں کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے فتوی دیا کہ حوریں کافروں کی لڑکیاں ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوگئی ہیں، یہ بات انہیں نے قرآن پاک کی تفسیر میں لکھی ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حوروں کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے "**خلقت من المسک**" حوریں کستوری (مشک) سے پیدا کی گئی ہے، لہذا جو علماء مسائل میں مودودی صاحب کی تردید کرتے ہیں وہ غلط نہیں کرتے بلکہ صحیح کرتے ہیں۔

(کفار کے نابالغ بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوجائے جنتی ہیں یا دوزخی)

فرماتے ہیں:

کافروں اور مشرکوں کے وہ بچے جو چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتے ہیں وہ جنتی ہیں یا

دوزخی، اس سلسلے میں فقہاء کرامؒ کے تین قول نقل کیے گیے ہیں: پہلا قول: یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر دوزخ میں جائیں گے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے بچے جنتی ہیں کیوں کہ جب تک بچہ بالغ نہ ہو جائے وہ مکلف نہیں ہوتا یعنی اس پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے، اللہ تعالی جس طرح چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: کہ ہم ان کو نہ قطعی طور پر جنتی کہتے ہیں اور نہ قطعی طور پر دوزخی کہتے ہیں، ان کا معاملہ اللہ تعالی کے ساتھ ہے۔

(بدعت کی نحوست)

فرماتے ہیں:

ایک آدمی مسجد میں بیٹھ کر سو بوتلیں شراب کی پیئے تو اس کا کتنا گناہ ہے، ویسے تو ایک بوتل کا بڑا گناہ ہے سمجھانے کیلئے کہہ رہا ہوں کہ سو بوتلیں شراب کی پیئے تو کتنا گناہ ہوگا ایک بدعت کا گناہ اس سے بھی زیادہ ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ گناہ سے دین کا نقشہ نہیں بدلتا، گناہ کرنے والا بھی گناہ کو گناہ سمجھتا ہے اور اس سے توبہ بھی کر سکتا ہے، دین نہیں سمجھتا اور بدعت سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے، بدعتی بدعت کو دین سمجھ کر کرتا ہے اور ثواب سمجھتا ہے اس لیے اس کو توبہ نصیب نہیں ہوتی ہے اور جن لوگوں نے دین کو سنبھالا ہوا ہے، بدعات ان کا دن، اگر تم بدعات کا رد کرو تو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے دین کی مخالفت کی ہے اس لیے سو گناہ کبیرہ ایک طرف اور ایک بدعت ایک طرف ہو تو بدعت کا گناہ زیادہ ہے کیوں کہ اس سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے اور بدعتی بدعت کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے اسی لیے اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی کیوں کہ وہ اس کو کار ثواب سمجھتا

ہے اور ثواب کی کام سے کیوں توبہ کرے، چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**ان اللہ تعالی قد حجب التوبہ عن کل صاحب بدعہ**" بیشک اللہ تعالی نے بدعت کرنے والے پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے، بدعت کی اتنی نحوست ہوتی ہے کہ دل میں توبہ کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہتی جس طرح غالی کافروں میں ایمان کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔

(دعا کی قبولیت کی صورتیں)

فرماتے ہیں:

بعض دفعہ آدمی ایک چیز کو اپنے لیے مفید سمجھ کر مانگتا ہے مگر وہ چیز اللہ تعالی کے علم میں اس کے لیے مفید نہیں ہوتی تو رب تعالی اس کو نہیں دیتا تو اس کا نہ دینا ہی دعا کا قبول ہونا ہے، بعض دفعہ وہ چیز مفید بھی ہوتی ہے پھر بھی نہیں ملتی، اللہ تعالی اس کے بدلے آنے والے کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں یہ بھی دعا کی قبولیت ہے، بسا اوقات اس کی دعا کو ذخیرہ کر کے رکھا جاتا ہے، قیامت والے دن اس کا بدلہ ملے گا مگر بندہ جلد باز ہے وہ کہتا ہے میری چیز جلدی ملے، ہر حال بندے کو دعا سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے، حدیث پاک میں آتا ہے "**الدعاء مخ العبادہ**" دعا عبادت کا مغز ہے جیسے ہڈی میں گودا اور مغز ہو، تو جاندار میں جان اور قوت ہوتی ہے ورنہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا تو دعا عبادت کا مغز ہے۔

(مؤمن اور کافر میں فرق)

فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں: کہ ہمارے نزدیک مومن اور کافر میں فرق

کرنے والی چیز نماز تھی جو آدمی نماز پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان ہے اور جو نہیں پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔

(ساری گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے)

فرماتے ہیں:

یہ جہالت ہے کہ توبہ سے سارے گناہ ہوجاتے ہیں حالاں کہ تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ ایسا ہرگز نہیں ہے سارے گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے، نماز، روزہ زکوۃ محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک ان کی قضا نہیں لوٹائی جائے گی۔

(فتوح الغیب میں توحید)

فرماتے ہیں:

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے (فتوح الغیب) اس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اس کو ضرور پڑھو اللہ تعالی غریق رحمت فرمائے مولانا حکیم محمد صادق کو میرے مشورے سے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

(فضیلت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

فرماتے ہیں:

حضرت امام نوویؒ لکھتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کتاب اللہ کے حضرات خلفاء راشدین سے بھی بڑے عالم تھے (شرح مسلم ج/۲ ص: ۲۹۳) یہ یاد رہے کہ حضرت امام ابو

حنیفہؒ کی فقہ کا مدار ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علم وفقہ پر ہے اور تفسیر وفقہ میں ان کا مقام بہت ہی بلند اور ارفع تھا۔

(مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی علمی شہرت)

فرماتے ہیں:

ہمارے ایک محترم بزرگ اور مکرم استاذ ومولانا مفتی محمد شفیعؒ کی علمی شہرت اور فقہی کمال پاک وہند کے علاوہ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔

(سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنا)

فرماتے ہیں:

بعض علاقوں میں سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی طور پر دعا کا خاصا اور خوب اہتمام کیا جاتا ہے اور دعا نہ کرنے والے کو بنظر حقارت دیکھا جاتا ہے، حالاں کہ یہ کاروائی نری بدعت ہے، علماء کو اس سے سختی کے ساتھ گریز کرنا چاہیے اور علی الخصوص علماء حق کو جو بعض علاقوں میں رسمی اور رواجی طور پر اس بدعت اور مکروہ فعل میں گرفتار اور مبتلا ہیں۔

(سنت کا مقام)

فرماتے ہیں:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل پیرا ہونے اور اس کو مضبوطی سے پکڑنے کی اشد تاکید فرمائی ہے اور اس کی پیروی نہ کرنے پر انتہائی ناراضگی فرمائی ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

"فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المجتھدین عضوا علیھا بالنواجذو ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة" (مستدرک للحاکم/ ج/ ا ص:۹۶)

تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو معمول بناؤ اور اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے اس کو پکڑو، تم نئی نئی باتوں سے پرہیز کرو کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے۔

یہ صحیح روایت صراحت سے اس امر کو بیان کرتی ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات خلفاء راشدین کی سنت کو خوب مضبوطی سے پکڑے اور اس کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور جملہ محدثات اور بدعات سے کنارہ کشی کرے کیوں کہ ہر ایک بدعت گمراہی اور ضلالت ہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں: کہ ایک خاص موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فمن رغب عن سنتی فلیس منی" (بخاری/ج/۲/ص:۷۵۷)

جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا تو وہ میرے امت سے نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"اقوال انتظام الدین یتوقف علی اتباع سنن النبی" (حجة اللہ البالغہ/ج/۱/ص:۱۷۰)

میں کہتا ہوں کہ دین کا انتظام اس بات پر موقوف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کیا جائے۔

(فاضل بریلی کے غلط تراجم کی چند مثالیں)

فرماتے ہیں:

فاضل بریلی کے غلط تراجم کی چند مثالیں ملاحظہ ہو:

(۱)انا انزلنا الیك الکتاب بالحق(سورۃ النساء/آیت:۱۰۵)

ترجمہ:اے محبوب! بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاردی۔

اس میں خان صاحب نے اے محبوب کے الفاظ لفظی ترجمہ میں زائد کر کے تحریف کا دروازہ کھولا ہے۔

(۲)فتطردھم فتکون من الظالمین(سورۃ انعام/آیت:۵۲)

پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بالاتفاق معصوم ہے اس میں کوئی نزاع نہیں ہے اور کسی لفظ کی تفسیر میں احسن سے احسن اور بہتر سے بہتر تعبیر اختیار کرنا بھی محل نزاع سے خارج ہے لیکن لفظی ترجمہ میں "فتکون من الظالمین" کا ترجمہ تو یہ کام انصاف سے بعید ہے ہرگز لفظی ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

(۳)قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا(سورۃ یونس/آیت/۴۹)

تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا۔

اس ترجمہ میں اگرچہ یہ احتیاط کی گئی ہے کہ لفظ ذاتی کو قوسین میں درج کیا ہے لیکن عوام الناس کے لیے اپنے باطل نظریہ ذاتی اور عطائی کے لیے چور دروازہ تو کھول کے اگرچہ آپ ذاتی طور پر نافع اور ضار نہیں مگر عطائی طور پر ہے۔

(۴)حتی اذا استیئس الرسل (سورۃ یوسف/آیت/۱۱۰)

یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی۔

یہاں اعلی حضرت نے ظاہری اسباب لفظی ترجمہ میں اپنی طرف سے بڑھائے ہیں، متن میں اس کا ذکر نہیں۔

(۵)قل انما بشر مثلکم (سورۃ مریم/آیت/۱۱۰)

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہو۔

اس مقام پر ظاہر صورت۔۔۔۔۔الخ کے الفاظ خان صاحب نے ترجمہ میں اپنی طرف سے زائد کیے ہیں۔

(۶)اتل ما اوحی الیك من الکتاب (سورۃ العنکبوت/۴۵)

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی۔

یہاں بھی ''اے محبوب'' کے الفاظ لفظی ترجمہ میں اپنی طرف دے بڑھائے ہیں۔

(۷) یاایھا النبی انا ارسلنك شاھدا (سورۃ الاحزاب/۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔

یہاں نبی کا ترجمہ''غیب کا خبریں بتانے والے''اور شاہد کا معنی''حاضر ناظر'' کر کے اپنا باطل عقیدہ ثابت کیا ہے، حالانکہ پہلی ہی وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنادئے گئے ہیں اور اس وقت متعارف غیب کی کوئی خبر نازل نہیں ہوئی تھی۔

(۸)فان یشا اللہ یختم علی قلبك (سورۃ شوری/۲۴)

اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر کر دے۔

اس جگہ''قلب'' کا لفظی کا ترجمہ کھا گئی ہیں اور اپنی رحمت وحفاظت کے الفاظ لفظی ترجمہ میں اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔

(۹)والنجم اذا ھوی (سورۃ النجم/۱)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ لفظی ترجمہ میں اعلی حضرت نے یہ کیا کچھ داخل کر دیا ہے اگر اس آیت کا لفظی ترجمہ کر کے یہ الفاظ اس کے تفسیر میں تحریر کرتے تو معاملہ جدا تھا مگر صد افسوس یہ سب کچھ انہوں نے لفظی ترجمہ میں کیا ہے۔

(۱۰) خلق الانسان علمه البيان (سورة رحمن /۳،۴)

انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

غور فرمائیں کی انسان کا معنی اعلی حضرت نے ''انسانیت کی جان محمد'' کیا اور بیان سے ''ما کان و ما یکون'' کا بیان لے لیا۔

تلك عشرة كاملة

(مزید تفصیل کیلئے دیکھے ''تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین'' اور اتمام البرہان فی رد توضیح البیان ''از فاروقی)

(حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ذہانت وحافظہ)

حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ:

حکایت: میں (حضرت کشمیریؒ) چار سال کا تھا کہ میں نے اپنے علاقہ کشمیر میں دو آدمیوں کو عذاب کے بارے میں کلام کرتے سنا کہ کیا عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو؟ ان دونوں کی رائے اس پر ٹھہری کہ عذاب دونوں کو ہوتا ہے پھر دونوں نے اس کی مثال بیان کی وہ اس طرح کہ جسم اور روح کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اندھا اور لنگڑا جو دونوں ایک باغ میں گئے تا کہ وہاں سے پھل چنیں لیکن اندھا دیکھنے سے عاجز تھا اور لنگڑا (کھڑا ہو کر) پھل چننے سے قاصر تھا دونوں نے آپس میں اس بارے میں مشورہ کیا اور لنگڑا اندھے کہ کندھے پر سوار ہو گیا

اندھا اس کو درختوں کی طرف لے جاتا اور لنگڑا پھل دیکھ کر چن لیتا یہی حال ہے بدن کا روح کے ساتھ کیونکہ بدن روح کے بغیر جماد ہے اس میں کوئی حرکت نہیں اور روح بغیر بدن کے افعال سے معطل ہے اس لئے ایک کو دوسرے کی حاجت ہے جب بدن اور روح کسب ہے دونوں شریک ہے تو اجر یا گناہ میں بھی شریک ہے پینتیس (۳۵) برس گزرنے کے بعد میں نے یہی بات حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے تفسیر قرطبی میں دیکھی جو ان دو آدمیوں نے اپنی فطری ذوق سے کہی تھی تو دیکھ لے کیا ایسی چیز ارسطو وغیرہ (یونانی حکماء) سے ممکن ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں (بحوالہ فیض الباری)

اللہ تعالی نے حضرت شاہ صاحبؒ کو غضب کی ذہانت اور حافظہ عطاء فرمایا تھا گو یہ واقعہ انہوں نے چار سال کی عمر میں سنا لیکن بخاری شریف پڑھاتے وقت وہ علم کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطہ زن تھے۔

(صاحب ہدایہ کا مقام)

فرماتے ہیں:

فقہاء کرام کے طبقہ میں صاحب ہدایہ الامام الفقیہ الزاہد علی بن ابی بکرؒ (المتوفی ۵۹۳ھ) کا مقام اور پایہ بہت بلند ہے ان کے بعد آنے والے فقہاء ان کے علم و تحقیق اور دیانت و امانت اور زہد و تقوی پر کلی اعتماد کرتے ہیں۔

(تفسیر جمل، تفسیر صاوی اور تفسیر عرائس البیان غیر مستند تفاسیر ہیں)

فرماتے ہیں:

فریق مخالف (بریلوی) بگوش ہوش سن لے تفسیر عرائس البیان، جمل اور صاوی وغیرہ سے

اپنے ماؤف اور بیمار دلوں کی تسکین تو شوق سے پوری کیجئے مگر اہل حق کے مقابلہ ایسی غیر معتبر اور غیر مستند تفسیریں پر کاہِ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں بلکہ ان کی ایسی تفسیروں کا جو نصوص قطعیہ احادیث صحیحہ اور اجماع کے مقابلہ میں ہوں بقول علامہ اقبال ؒ درجہ فقط یہ ہے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کی قائل ہوگئی تھیں)

فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کی قائل ہوگئی تھیں اور اس مسئلہ میں وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت سے مل گئی تھیں۔

تمت

انعام الحق
فی
عقائد شیخ عبدالحق رح
اشعۃ اللمعات
مدارج النبوت
شرح فتوح الغیب
حافظ محمد عدنان فاروقی

انعام الحق

فی

عقائد شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد عدنان فاروقی

نام کتاب	انعام الحق فی عقائد شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف	حافظ محمد عدنان فاروقی
سنہ اشاعت	۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء

فہرست مضامین

انتساب

جد امجد شیخ الحدیث فاتح قادیانیت حضرت مولانا

عبد الوہاب سریابی علیہ الرحمۃ اور والد ماجد

حضرت مولانا محمد جاوید صاحب مدظلہ العالی

وجملہ اساتذہ کرام کے نام ۔۔۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

الحمدللہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین:

امابعد!

بندہ گناہ گار محتاج پروردگار محمد عدنان فاروقی حنفی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ زمانہ حال میں کفار کی سازش مسلسل جاری ہیں کہ مسلمانوں کو کیسے گمراہ کیا جائے اور اپنی منزل مقصود سے روکیں۔ اس پرفتن دور میں ہمیں چاہیے کہ ہم اتحاد واتفاق سے رہے اور اتحاد میں برکت ہوتی ہیں اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ جو جماعت متحد ہو اسے شکست دینا بہت مشکل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک صف میں کھڑے ہوتے لیکن حیف باشد ہمارے ہاں چند ایسے لوگ ہیں جو حسب معمول مسلمانوں کی اتحاد کو ختم کرنے کی ناکام سازشیں کرتے آرہے ہیں جو فرقہ بریلویہ کے نام سے معروف ہے۔

اس دور میں ہمیں چاہیے تھا کہ ہم ایک ہو کر کفار کو شکست دیتے لیکن ہم دیکھتے ہیں اس فرقہ کی جانب سے آئے روز فتنہ انگیز کتب شائع ہو رہے ہیں کبھی امام بخاریؒ کو مشرک بنانے کی ناکام سازش تو کبھی شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو مشرک بنانے کی ناکام سازش جاری ہیں اور اختلافات کو ہوا دے کر امت مسلمہ کی اتحاد کو توڑنے کی ناکام سازشیں کر رہے ہیں۔ جن کو قرآن مجید پڑھنا نہیں آتا داڑھی منڈے اور بے نمازی ہیں وہ بھی ان اکابرین پر زبان درازی کرتے ہیں جن کی پوری زندگی نماز تہجد قضاء نہیں ہوئی۔ اور جنہیں عربی قواعد سے واقفیت نہیں وہ بھی کتب لکھنے

بیٹھے ہیں ایسے کم عقل اور احمق کیلئے بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں

برین عقل و دانش بباید گریست

اسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے ایک کتاب لکھی ہیں جو ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور عقائد و معمولات اہلسنت'' کے نام موسوم ہیں جس کا مصنف مفتی اعجاز احمد قادری ہے۔ جس میں موصوف نے اپنے خود ساختہ عقائد کو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی جانب منسوب کیا ہیں۔

قارئین کرم! تعجب کی بات ہے ایسے عقائد جس پر فقہاء کرام کا فتوی ہو کہ جو اس طرح عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور جو نصوص کے صریح خلاف ہو اس جیسے عقائد کو شیخ عبدالحقؒ کی جانب منسوب کرنا بجز جہالت وحماقت اور اپنے اعمی مقلدین کی دل جوئی کے اور کچھ نہیں۔

درحقیقت شیخؒ کا ان کے عقائد کے ساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں شیخؒ حنفی المذہب ہے اور ان کے وہی عقائد ہیں جو دیگر علماء احناف کا ہیں۔ یہ خود ساختہ عقائد سے ان کا کوئی تعلق نہیں بحمد اللہ تعالی۔

آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے کہ شیخؒ کے عقائد کیا ہیں اور ان کے۔ یہاں بطور مثال ایک ایسی عبارات پیش کروں گا جسے بریلوی کفر کہتے ہیں لیکن شیخؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔

(لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك الآیة) بریلوی ذنب کی نسبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنے کو کفر قرار دیتے ہیں (ملاحظہ ہو النجوم الشہابیہ ص/ ۴۷ مطبوعہ غوثیہ بک ڈپو از محبوب علی خان قادری) اس کتاب پر پچاس (۵۰) سے زائد بریلوی علماء کی تقاریظ موجود ہیں۔ اور بریلویوں کا یہ اصول بھی یاد رہے کہ کتاب کی تصدیق کرنے والے کا بھی وہی عقیدہ سمجھا جائے گا جو مصنف کا ہوگا ملاحظہ ہو (طاہر القادری کی حقیقت ص/ ۱۲۹ مطبوعہ باب الاسلام کراچی) لہذا ثابت ہوا کہ پچاس سے زائد بریلوی علماء کا یہ عقیدہ ہیں کہ ذنب کی نسبت

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنا کفر ہیں۔

جب کہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ذنب کی نسبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''(وقد غفر الله له ماتقدم من ذنبك وما تاخر) وحال آنكه بتحقيق آمرزيده است خدائے تعالى مراو را آنچه پيش گزشته است از گناهان او وآنچه پس آمده'' (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۹ مطبوعہ کتب خانہ محمدی بمبئ)

اور حالانکہ تحقیق کے ساتھ کہ اللہ تعالی نے آپ کو بخشا ہوا ہے جو کچھ گناہ پہلے ہوئے اور جو بعد میں۔

اب یہ فیصلہ بریلوی حضرات کریں کہ آپ کے نزدیک حضرت شیخ رحمہ اللہ کی کیا حیثیت ہیں۔

مناسب تو نہیں تھا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مسلک کو واضح کیا جائے۔ کیونکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کا بھی وہی عقائد ہے جو دیگر علماء احناف کا ہیں۔ اور ہر ذی شعور عام وخاص جانتا ہے کہ علماء احناف کا اس جیسے شرکیہ اور بدعتیہ عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن خدشہ تھا کہ کہی عوام غلط فہمی کے شکار ہوکر یہ نہ سمجھے کہ واقعی حضرت شیخ رحمہ اللہ کے وہی عقائد ہیں جسے مؤلف موصوف نے ان کی جانب منسوب کیا ہیں۔

اس لئے بندہ نے سوچا کہ مختلف فیہ مسائل مین فریقین کا عقیدہ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کا عقیدہ کو واضح کروں تاکہ عوام سمجھ جائیں کہ ان کے عقائد کیا ہیں اور شیخ رحمہ اللہ کا عقیدہ کیا ہے۔

باقی حضرت شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی جن عبارات سے فریق مخالف نے اپنے باطل عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہیں ان سے ہرگز ان کا مدعی ثابت نہیں ہوسکتا۔

بریلویوں کی یہ عادت ہے کہ اصل نزاع سے ہٹ کر کسی اور مسئلہ پر دلائل پیش کرتے ہیں

جوہمیں مسلم ہیں۔فقط اپنے عوام کی دل جوئی کے لئے وہ کئی دلائل پیش کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک اس سے ثابت ہوالیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ دلائل کس بات پر دے رہا ہوں۔یہی حرکت مؤلف موصوف نے کی ہے۔

فقیر شرح صدر اور ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہے کہ شیخ کا ان کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں اور نہ شیخ نے اپنی کتب میں ان عقائد کی تصریح کی ہے جب یہ عقائد اس وقت تھے ہی نہیں تو تصریح کیا کرے گا۔اس لئے اگر فریق مخالف کو اس سے اختلاف ہے تو وہ اولاً اپنا عقیدہ کھل کر بیان کرے اور پھر اسی عقیدہ کے مطابق شیخؒ کی عبارات پیش کرے دعوی ایران کی اور دلائل توران کی کا مصداق نہ بنے۔

فریق مخالف کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہیں۔اب فریق مخالف اس پر حضرت شیخؒ کی ایک صریح عبارت پیش کرے کہ جس میں حضرت شیخؒ نے اس کی تصریح کی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا۔اس کے مقابل ہم شیخؒ کی عبارت پیش کریں گے جس میں حضرت شیخ نے واضح فرمایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہیں۔

فریق مخالف ان عبارات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کا ذکر ہے اور اس کا منکر بحمد اللہ ہم نہیں یا ان عبارات سے جن کا تعلق انباء الغیب یا اخبار الغیب سے ہیں جس کا منکر ہم نہیں اور منکر کو ملحد سمجھتے ہیں۔فقیر کہتا ہے قیامت تک فریق مخالف حضرت شیخ کی ایسی عبارت پیش نہیں کرسکتا جس میں صراحتا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا۔ جب یہ ثابت نہیں کرسکتا تو دعوی باطل اور باقی جن عبارات سے استدلال کیا ہے وہ خود بخود باطل ہوگا کیونکہ جب دلائل دعوی کے مطابق نہیں تو اس دلائل کی کچھ حیثیت نہیں وہاں صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مدعی کی کج فہمی ہے جن سے غلط استدلال کررہا ہے۔اسی طرح دیگر مسائل میں بھی

ان کا یہی حال ہیں۔

اور جن عبارات سے بظاہران کے عقیدہ کی تائید ہوتی ہے ان سے مراد وہ ہرگز نہیں جو فریق مخالف کا عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کا مطلب وہی لیا جائے گا جو حضرت کی عبارات سے ظاہر ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے ایک عقیدہ کو اگر حضرت کسی جگہ رد کرے تو دوسری مقام پر اس کی تصریح ہرگز نہیں کرسکتا۔

محمد عدنان فاروقی عفی اللہ عنہ

مختصر حالات زندگی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالحقؒ کے اجداد میں جس بزرگ نے سب سے پہلے سرزمین ہند پر قدم رکھا وہ آغا محمد ترک تھے۔ آغا محمد بخارا کے رہنے والے تھے تیرہوں صدی عیسوی میں جب مغلوں نے وسط ایشیا میں آگ وخون کا ہنگامہ برپا کیا تو وہ اپنے وطن سے بددل ہوکر ترکوں کے ایک کثیر جماعت کے ساتھ ہندوستان تشریف لے آئے۔

حضرت شیخؒ کے والد ماجد مولانا سیف الدین ۹۴۰ھ بمطابق ۱۵۱۴ء کو دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالی نے ان کو علم وعمل کی بہت سی خوبیاں عطاء کی تھیں۔ وہ ایک صاحب دل بزرگ اچھے شاعر تھے۔

ولادت:

ماہ محرم ۹۵۸ھ بمطابق ۱۵۵۱ء کو آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ یہ اسلام شاہ سوری کا عہد حکومت تھا مہدوی تحریک اس وقت پوری عروج پر تھی اور علماء کی جانب سے تکفیر وتضلیل کا کام بڑے زوروشور کے ساتھ کیا جارہا تھا مہدوی فرقہ کے بانی سید محمد جونپوری تھے۔

والد کے آغوش میں:

شیخ محدث دہلویؒ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اور خیالات کے نشوونما میں ان کے والد ماجد کا خاص حصہ ہے۔ ایام طفلی میں انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت کی طرف توجہ کی تھی۔ شیخ کے والد ماجد نے ان کو بعض ایسی ہدایتیں کی تھیں جن پر شیخ تمام عمر عمل پیرا رہے اور جو آج بھی ان کی خاص شان اور مخصوص روایات کا ایک اہم حصہ سمجھی جاتی ہے۔

والد ماجد کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے دل میں صرف حصول علم کی لگن ہی پیدا نہیں کی بلکہ اس کے ذہن میں علم کے متعلق صحیح نظریے بھی قائم کردیے۔

ابتدائی تعلیم:

حضرت شیخ محدث دہلوی ؒ کوخود ان کے والد ماجد ہی نے تعلیم دی تھی۔ سب سے پہلے قرآن پاک شروع کرایا اور وہ بھی نئی انداز سے شیخ نے ابھی قواعد تہجی بھی نہیں سیکھے تھے کہ ان کے والد ماجد نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قرآن پاک کی کچھ سورتیں لکھ کر ان کو یاد کرنے کے لئے دیتے تھے۔ اسی طرح تین مہینہ میں پورا کلام پاک ختم ہوگیا۔

اس کے بعد لکھنے کی طرف توجہ کی اور ایک ماہ کی قلیل مدت میں لکھنا سیکھ لیا۔ تھوڑی ہی مدت میں کتابت اور انشاء کا سلیقہ پیدا ہوگیا۔ شیخ محدث ؒ نے اپنی اس کامیابی کا اصلی سبب اپنے والد کو قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں جو کچھ بھی ہے وہ ان کی توجہ اور عنایت کا اثر ہے۔

تصانیف:

حضرت محدث دہلوی ؒ کا عمر کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف میں بسر ہوا۔ ہر علم و فن پر آپ نے کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہیں اور اگر مکاتیب و رسائل کو بھی شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد ایک سو سولہ (۱۱۶) تک پہنچتی ہیں۔ ان میں سے مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) اخبار الاخیار
(۲) آداب الصالحین
(۳) آداب اللباس
(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ
(۵) زبدۃ الآثار
(۶) تکمیل الایمان
(۷) جذب القلوب
(۸) شرح سفر السعادۃ
(۹) شرح فتوح الغیب
(۱۰) فہرس التوالیف
(۱۱) ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ
(۱۲) مدارج النبوۃ
(۱۳) لمعات شرح مشکوۃ

وصال:

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو یہ آفتاب علم جس نے چورانوے (۹۴) سال تک فضائے ہند کو منور رکھا غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ماخوذ تکمیل الایمان مترجم)

عقیدہ توحید اور شیخ عبدالحق ؒ

عقیدہ توحید سے قبل ہم لفظ توحید پر کلام کریں گے تا کہ معلوم ہو جائیں جو توحید کے مدعی ہے انہیں لفظ توحید ہی سے چھڑ ہے آگے عقیدہ توحید میں ان کا کیا حال ہوگا۔

لفظ توحید اور بریلوی:

مولوی اقتدار احمد نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''تقریباً آٹھ (۸) الفاظ خالصتاً وہابیوں کی ایجاد ہیں (۱) توحید کا لفظ (۲) موحد کا لفظ''
(العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۶ بحوالہ دست و گریباں جلد ۱)

نیز لکھتے ہیں:

''لفظ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لئے ہوئی ہے'' (ایضاً صفحہ ۲۹۷)

ان کو تو لفظ توحید ہی قبول نہیں تو توحید کا عقیدہ کہاں سے ہوگا۔ اور چونکہ شرک اور توحید ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے جہاں شرک ہوگا وہاں توحید نہیں ہوگا اور جہاں توحید ہوگا وہاں شرک نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے شرکیہ عقائد اپنا کر توحید سے منہ پھیرا۔ اب ان کو نہ عقیدہ توحید قبول ہے اور نہ لفظ توحید۔ ؎

شرک و بدعت کو تو نے کیا پسند
توحید و سنت سے پھرا پھر ہم کو کیا

لفظ توحید اور علماء اہلسنت:

الحمد للہ علماء اہلسنت لفظ توحید کو بامعنی لفظ قرار دیتے ہیں اور اسی نام سے کتب لکھتے ہیں اور اس لفظ کے کافی اچھی تشریح کرتے ہیں اور کیوں نہ کرے جب کہ قرآن مجید میں ایک سورۃ کا نام توحید ہیں جو معروف ہے سورۃ اخلاص کے نام سے۔ علماء اہلسنت نے اسی نام سے کتب لکھی

ہیں خصوصاً امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی مایہ ناز تصنیف ''گلدستہ توحید'' اور حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ کی کتاب ''توحید اور شرک کی حقیقت'' قابل تعریف اور قابل ذکر و قابل مطالعہ ہیں۔

حضرت امام اہلسنت شیخ صفدرؒ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم نے جتنا زور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات پر دیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں دیا'' (گلدستہ توحید صفحہ ۱۴ طبع گوجرانولہ)

توحید یہ ہے کہ اللہ تعالی کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالی اپنی ذات وصفات میں یکتا اور منفرد ہیں۔ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اللہ الصمد

لفظ توحید اور شیخ عبدالحقؒ:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی تصانیف میں کئی مقام پر لفظ توحید کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ شرح فتوح الغیب کے اندر تقریباً بیس (۲۰) سے زائد مقامات پر لفظ توحید کا ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح فتوح الغیب فارسی)

فرماتے ہیں کہ:

''ولیکن این کلمہ توحید است'' (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

نیز فرماتے ہیں:

''ولا الہ الا اللّٰہ کلمہ اخلاص و توحید است'' (ایضاً صفحہ ۱۰۹)

اگر لفظ توحید توہین نبوت کے لئے ایجاد ہوتی تو شیخؒ اسے کبھی استعمال نہ فرماتے۔ ہاں

اگر فریق مخالف کے نزدیک حضرت شیخ وہابی ہے تو یہ الگ بات ہے کیونکہ ان کے نزدیک لفظ توحید کی ایجاد وہابیوں نے کی ہے تو شاید شیخ بھی ان کے نزدیک وہابی ہوگا۔

اللہ تعالی حاضر وناظر ہے

عقیدہ بریلویہ:

مولوی حشمت علی خان لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزۃ ہر جگہ حاضر وناظر ہونے سے پاک ہے'' (فتاوی حشمتیہ صفحہ ۹۱ تنظیم اہلسنت پاکستان)

مولوی ظفر الدین قادری لکھتے ہیں:

''حاضر وناظر سرے سے صفات الہیہ سے نہیں اور نہ ان کا اطلاق اللہ تعالی پر جائز (ہیں)'' (فتاوی ملک العلماء صفحہ ۲۹۷ شبیر برادرز لاہور)

مولوی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

''ہر جگہ میں حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں'' (جاء الحق صفحہ ۱۶۱ نعیمی کتب خانہ گجرات)

نیز لکھتے ہیں:

''خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے'' (ایضاً صفحہ ۱۶۲)

مولوی الیاس عطاری لکھتے ہیں:

''سوال: اللہ عزوجل کو حاضر وناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کہہ سکتے'' (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب صفحہ ۱۷۵ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مولوی احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں :

’’متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالی کو حاضر وناظر کہنا شروع کیا اس دور کے علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا‘‘ (تسکین الخواطر صفحہ ٦)

عقیدہ علماء اہلسنت :

یہ ہے کہ ہر وقت ہر جگہ ضاضر وناظر ہونا یہ صفت خاصہ باری تعالی ہیں ۔ وہ اپنی شایان شان ہر جگہ موجود حاضر وناظر ہے ۔اس کے علاوہ یہ صفت کسی میں نہیں پائی جاتی چاہے ولی ہو یا نبی ہو۔اور اللہ تعالی کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صفت علم کے اعتبار سے ہے کیونکہ اللہ تعالی جسم وتجسم سے پاک ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیو بند جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۷ دارالاشاعت کراچی/ تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر/ براہین اہلسنت صفحہ ۱۲۸ کتب خانہ مجیدیہ ملتان/ توحید وشرک کی حقیقت صفحہ ۲۰٦ طبع ملتان/ آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ تا ۱٦۳ مکتبہ لدھیانوی/ اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۳۸ مکتبہ مدینہ لاہور/ علماء دیو بند کے عقائد ونظریات صفحہ ٦۵ / ادیان باطلہ اور صراط مستقیم صفحہ ۳۱۰ بیت الاشاعت کراچی)

عقیدہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ :

فرماتے ہیں کہ:

’’اللّٰہ حاضری اللّٰہ ناظری‘‘ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۰۰ بحوالہ دست وگریباں جلد ۳ صفحہ ۳۲۷)

فرماتے ہیں:

"الشهيد: از شهود است بمعنی حاضر آمدن یا از شهادت بمعنی گواہی دادن حق سبحانه حاضر ومطلع است بر ظاہر وباطن" (اشعة اللمعات جلد ۲ صفحہ ۹۸ طبع بمبئی)

الشہید شہود سے ہے بمعنی حاضر ہونا یا شہادت سے بمعنی گواہی دینا اللہ تعالی حاضر اور مطلع ہے ظاہر اور باطن پر۔

اگر ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا تعالی کی صفت نہیں ہوتی تو حضرت شیخؒ کبھی اللہ تعالی کو حاضر و ناظر نہیں مانتے۔

مسئلہ خلف وعید اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ بریلویہ:

مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے:

"کذب وغیرہ عیوب وقبائح اللہ سبحانہ وتبارک وتعالی کے لئے محال ہے ان کو تحت قدرت بتانا اور اس آیت سے استدلال کرنا غلط اور باطل ہے" (خزائن العرفان صفحہ ۱۵۲ المجدد احمد رضا اکیڈمی)

مفتی عبدالمتین بہاری لکھتے ہیں:

"نعوذ باللہ دنیا میں ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے (کذب صریح ہے علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں آئندہ سطور میں آپ پڑھیں گے۔ فاروقی) اور وعدہ خلافی کرسکتا ہے" (عقائد و معمولات اہلسنت صفحہ ۵۱ طبع لاہور)

عقیدہ علماء اہلسنت:

امام اہلسنت شیخ سرفراز خان صفدرؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی نے اپنے کلام میں جو کچھ فرمایا ہے اس کے خلاف وہ ہرگز ہرگز نہیں کرے گا کیونکہ وہ سچا ہے اوراس کا کلام سچا ہے۔خوداسی کا فرمان ہے **ومن اصدق من اللہ حدیثا** اللہ تعالی سے بڑھ کر بات میں کون زیادہ سچا ہے؟ لیکن اگر وہ اس کے خلاف کرنا چاہے تو اس کی بھی قدرت ہے۔مثلاً اس کو قدرت ہے وہ کسی نیک اور متقی آدمی کو بجائے جنت کے دوزخ میں ڈال دے اوراس پر بھی اس کو قدرت ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ گار حتی کہ ہ کافرو مشرک کو جنت میں داخل کردے یقینا وہ اپنے اختیار سے ایسا کرسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے وہ کرے گا ہرگز نہیں کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ **ان اللہ لا یخلف المیعاد** بیشک اللہ تعالی وعدہ خلافی نہیں کرتا وہ وہی کچھ کرے گا جو کچھ فرما چکا ہے اوراس مسئلہ کو اہل حق خلف وعیداورامکان کذب سے تعبیر کرتے ہیں مگر یہ یادر ہے کہ امکان کذب سے اصل کذب کا امکان نہیں بلکہ صورت کذب مراد ہے'' (تنقید متین برتفسیر نعیم الدین صفحہ ۱۳۹ مکتبہ صفدریہ)

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اس پر لمبی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''اللہ تعالی کی ذات پاک ومنزہ ہے اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں جو شخص اللہ تعالی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے وہ کافرو مردود ہے اور مخالف قرآن وحدیث واجماع امت ہے۔ البتہ یہ علماء اہل حق کا عقیدہ ہیں کہ اللہ تعالی نے فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔اس کے خلاف وہ ہرگز ہرگز نہیں کرے گا لیکن اللہ تعالی قادر ہے اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ ان کو جنت میں ڈال دیں پس اللہ تعالی عاجز نہیں ہے اگر چہ وہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ جو فرمایا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔اور امکان کذب کا جو معنی مخالفین

نے لیا ہے وہ دراصل کذب نہین صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۹۳ تا۹۶ طبع کراچی)

علماء دیوبند کا عقیدہ واضح ہے کہ اللہ تعالی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کافر کو جنت میں ڈال دیں اور مؤمن کو جہنم میں۔ پس اللہ تعالی کے لئے کوئی شئ مشکل نہیں لیکن یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالی ایسا نہیں کرے گا۔ اس کے برعکس بریلویوں کا عقیدہ ہیں کہ اللہ تعالی ایسا نہیں کرسکتا۔

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی پر کچھ واجب نہیں اور نہ وہ کسی چیز کے کرنے پر مجبور و مضطر ہے۔ لطف وقہر ،ثواب وعذاب یہ سب خدا کے لئے لازم نہیں ہیں ؎

کردگار آں کند کہ خود خواہد
حکم برکردگار نتواں کرد

فرمانبردار بندوں کو ان کے حسن اعمال پر جزاء وثواب دینا محض اس کے فضل وکرم سے ہے اور سرکش ونافرمان انسانوں پر عذاب وعقاب یقیناً اس کا عدل وانصاف ہے۔ اگر وہ قہر وغضب سے کام لے جب بھی قابل تعریف ہے اور اگر فضل وکرم سے اپنے بندوں کو نوازے تو اس صورت میں بھی اس کی تعریف کی جائے گی۔ حاصل یہ ہے اس پر کسی کا حق ثابت نہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ مطیع لوگوں کو ثواب عطاء فرمانے کی اور عاصی انسانوں پر عذاب کی اطلاع اس نے دی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر وہ اس کے خلاف کرے یعنی تمام فرمانبرداروں کو عذاب وقہر میں مبتلا کردے اور سب عاصی ونافرمان اس کے فضل وکرم سے سرفراز ہوں تو اس پر کسی کی مجال نہیں ہے کہ دریافت کرسکے کہ ایسا کیوں ہوا اور ویسا کیوں نہ ہوا (ایمان کیا ہے اردو ترجمہ تکمیل

الایمان صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲ طبع لاہور)

جو عقیدہ علماء اہلسنت کا ہیں وہی حضرت شیخؒ کا حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی پر یہ واجب نہیں کہ وہ کسی چیز کے بارے میں خبر دی تو اس کے خلاف اسے قدرت نہیں بلکہ اس کے خلاف کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن کرتا نہیں کیونکہ اللہ تعالی اپنی خبر کے خلاف ہر گز ہر گز نہیں کرے گا ۔ یہ علماء حق کا عقیدہ ہے اور اسی کو حضرت شیخؒ نے واضح کیا۔

حضرت نے جو فرمایا کہ اللہ تعالی پر کچھ واجب نہیں ۔۔۔۔ الخ اس عبارت میں معتزلہ کا رد کیا کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا ہے اسی طرح کرنا اس پر واجب ہے اس کے خلاف اس کو قدرت نہیں ۔ لیکن حضرت شیخ نے واضح کر دیا کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو تمام فرمانبرداروں کو عذاب دیں جہنم میں ڈال دیں اور تمام گناہ گاروں کو بخش دیں جنت میں ڈال دیں اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور نہ کوئی سوال کرنے والا اور نہ اعتراض کرنے والا کیونکہ وہ خالق اور مختار کل ہے اسے اختیار ہے اپنی مرضی سے جو چاہے کرے ۔ کسی کی مجال نہیں وہ اس کی قدرت پر سوال اٹھائے۔

فریق مخالف کی جانب سے حضرت محدث دہلویؒ پر فتوی کفر

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

جو یوں کہے کہ رب قادر ہے کہ ولیوں کو دوزخ میں ڈال دے اور وہ قادر ہے کہ کافروں کو جنت میں بھیج دے وہ رب کی حمد نہیں کر رہا بلکہ کفر بک رہا ہے (تفسیر نعیمی جلد ۷ صفحہ ۵۶۲ سورۃ انعام آیت ۶۲ بحوالہ ہدیہ بریلویت صفحہ ۵۷)

مکر (خفیہ تدبیر) خدا اور شیخ عبدالحقؒ

عقیدہ بریلویہ:

مولوی محبوب علی خان لفظ مکر و دیگر علماء دیوبند کے تراجم کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان کفری ترجموں کا بطلان روز روشن سے زیادہ ظاہر و باہر اور واضح تر ہے (النجوم الشہابیہ صفحہ ۲۲ غوثیہ بک ڈپو)

رضاء المصطفی بریلوی لکھتے ہیں:

اللہ کی طرف مکر، فریب، بدسگالی کی نسبت اس کی شان حرف گیری کی مترادف ہے (اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ صفحہ ۵ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد ا صفحہ ۱۵۹)

مولوی کاشف اقبال بریلوی لکھتے ہیں:

دیوبندی مترجمین نے بے دھڑک اللہ تعالیٰ کی طرف چالبازی مکر اور داو منسوب کیا ہے اس سے ترجمہ کا عام قاری یہی ترجمہ اخذ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ چالباز اور مکار ہے (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف صفحہ ۶۳ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد ا صفحہ ۱۵۹)

عقیدہ علماء اہلسنت:

علماء دیوبند کے نزدیک مکر کا وہ معنی مراد نہیں جو بریلوی لیتے ہیں بلکہ خفیہ تدبیر کے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ "ومکرو اومکر اللہ واللہ خیر المٰکرین الآیۃ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مکر کہتے ہیں لطیف وخفیہ تدبیر کو اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو تو اچھا ہے اگر برائی کے لئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے "ولا یحیق المکر السیئ" میں مکر کے ساتھ سیئ کی قید لگائی اور یہاں خدا کو خیر المٰکرین کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف طرح طرح

کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔حتیٰ کی بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے۔توراۃ کو بدلنا چاہتا ہے سب کو بد دین بنا کر چھوڑے گا۔اس لئے مسیح کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔اُدھر یہ ہو رہا تھا اور اِدھر حق تعالیٰ کی لطیف اور خفیہ تدبیر ان کو توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی جس کا ذکر آتا ہے۔بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی نہیں توڑ سکتا'' (تفسیر عثمانی جلد ا صفحہ ۱۰۴ مکتبہ بشریٰ کراچی)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

''مکر کا لغوی معنی چھپانے اور دھوکہ دینے کے ہیں۔اللہ کا مکر یہ ہے کہ بندہ پر معصیت کے عالم میں نعمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔یہاں تک وہ اس حالت سے دھوکہ میں پڑ جاتا ہے اور پھر اچانک اس کو پکڑا جاتا ہے کہ اس کو اس کا وہم وگمان تک نہیں ہوتا'' (تکمیل الایمان مترجم صفحہ ۱۸۷)

فرماتے ہیں:

''ومکر است از خدا ے'' (شرح فتوح الغیب صفحہ ۴۷ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور)

معلوم ہوا مکر کا ترجمہ کرنا صحیح ہے اگر غلط ہوتا تو حضرت شیخ اس کی توضیح اور اللہ کے لئے نہیں بولتا۔

کئی خداؤں کے تصور

بریلویوں کے نزدیک معاذ اللہ کئی خدا ہیں۔علماء دیو بند کا الگ خودان کا الگ غیر مقلدوں کا الگ وغیرہ۔چنانچہ مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''اور وہابیوں کا خدا۔۔۔۔دیوبندی خدا۔۔۔۔دیوبندی خداوہ ہے۔'' (فتاوی رضویہ جلد ا صفحہ ۷۹۱ تا ۷۹۲ بحوالہ دست وگریباں جلد ا صفحہ ۲۲۵)

نیز لکھتے ہیں:

''فلاسفہ کے جھوٹے خدا'' (فتاوی رضویہ قدیم جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۴)

''آریہ کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۳۵)

''مجوسی کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۳۷)

''یہود کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۳۵)

''نصاری کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۳۸)

''نیچریوں کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۳۹)

''چکڑالوی کے خدا جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۱)

''قادیانی کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۱)

''رافضیوں کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۳)

''وہابیوں کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۵)

''دیوبندیوں کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۷)

''غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا'' (ایضاً صفحہ ۵۴۹)

علماء دیوبند کا عقیدہ:

یہ ہیں کہ اللہ تعالی یکتا ہے تمام جہاں کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے۔وہ بے نیاز ہے۔ تمام انسانات اور حیوانات کو پیدا کرنے والا ذات صرف ایک اللہ ہے۔اس کے سوا کسی کا کوئی خدانہیں ہے سب کا خدا ایک ہے۔سب کو پیدا کرنے والا ایک ہے۔یہی عقیدہ شیخ محدث دہلویؒ کا ہے۔

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

''وہ یکتا ہے یعنی عالم کا بنانے والا ایک ہے جیسا کہ (انما اللہ الہ واحد) سے ظاہر اور چاہیے بھی یہی کہ اس عالم کو موجود کرنے والا اور پھر اس کا انتظام چلانے والا یکتا و یگانہ ہی ہو'' (تکمیل الایمان صفحہ ۲۱)

مختار کل

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ اعظم اور زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں'' (فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ بحوالہ ادیان باطلہ اور صراط مستقیم صفحہ ۳۱۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں'' (الامن والعلی صفحہ ۱۹۰ طبع لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

''احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہے ناجائز فرما دیں'' (الامن والعلی صفحہ ۲۱۵)

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''حضور علیہ السلام حرام وحلال کے مالک ومختار ہیں'' (رسائل نعیمیہ صفحہ ۱۲۹ رسالہ سلطنت مصطفی صفحہ ۱۷ نعیمی کتب خانہ)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''حضور علیہ السلام اللہ تعالی کی ہر چیز کے مالک ہیں'' (ایضاً صفحہ ۱۳۴)

نیز لکھتے ہیں:

''حضور احکام کے مالک ہیں جس کے لئے جو چاہیں حلال فرمائیں حرام اور جس کے لئے جو چاہیں قرآنی احکام کو بدل دیں'' (ایضاً صفحہ ۱۳۹)

مولوی امجد علی رضوی لکھتے ہیں:

'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل شانہ کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لیں'' (بہار شریعت صفحہ ۱۵ بحوالہ ادیان باطلہ اور صراط مستقیم صفحہ ۳۱۵)

مولوی ظفر عطاری لکھتے ہیں:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار احکام تفویض (سونپنا) فرمائے ہیں ۔لہذا آپ جس چیز کو جس کے لئے چاہیں حلال فرمایں اور وہی چیز دوسرے کے لئے حرام فرمادیں جسے چاہے جنت عطا فرمادیں اور جسے چاہے جہنم کی وعید سنادیں ''(حق پر کون صفحہ ۸۷ طبع راولپنڈی)

فتاوی بریلی شریف میں ہے کہ'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم ہیں'' (فتاوی بریلی شریف صفحہ ۱۴۱ طبع لاہور)

عقیدہ علماء اہلسنت:

علماء اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہیں کہ مختار کل صرف اللہ تعالی کی ذات ہیں اور خاص ہے فقط اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی مشکل کشا حاجت روا اور مختار کل نہیں۔

مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''ملکوت السمٰوٰت والارض سب اللہ کے قبضہ قدرت وتصرف میں ہیں اور رزق اور خیر کے خزانے اسی کے قبضہ وتصرف میں ہیں۔ اور دوزخ وجنت کا وہی خالق ومالک ہے اس میں کوئی نبی یا ولی اس کا شریک نہیں ہے'' (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۲ دارالاشاعت کراچی)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور عقائد اہلسنت میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالی نے اس کائنات کے کل یا بعض اختیارات آنحضرت ﷺ یا کسی اور کو دیئے ہیں۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام صرف اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ موت وحیات، صحت ومرض، عطاء وبخشش سب اسی کے ہاتھ میں ہے'' (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۳۹ مکتبہ مدینہ لاہور)

علامہ دوست محمد قریشیؒ لکھتے ہیں:

''اہل سنت مختار کل اور محلل ومحرم خدا تعالی کو مانتے ہیں۔ مفوضہ گروہ تحلیل وتحریم انبیاء وائمہ کے سپرد کرتے ہیں۔ اہل بدعت کہتے ہیں کہ دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں'' (براہین اہلسنت حصہ اول صفحہ ۱۸۵ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

امام اہلسنت شیخ سرفراز خان صفدرؒ لکھتے ہیں:

''مختار کل صرف اللہ تعالی ہی کی ذات ہے'' (دل کا سرور صفحہ ۱۲)

نیز لکھتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ تکوینی اور تشریعی طور پر حاکم اور مختار کل صرف اللہ ہی ہے'' (دل کا سرور صفحہ ۱۳، علماء دیوبند کے عقائد ونظریات صفحہ ۶۹)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

”ویگانہ دانید خدائے را وشریک نگردانید چیزے را باوے بدانید ہرچہ درعالم واقع میشود وہمہ بقدرت وارادت او ست ونیست قادر ومتصرف در حقیقت مگر او“ (شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۰ طبع لاہور)

اور اللہ تعالیٰ کو ایک جان لو اور کوئی چیز اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جان لو جو کچھ دنیا میں واقع ہوتا ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے ارادہ سے ہوتا ہے اور حقیقت میں اس کے سوا کوئی قادر اور تصرف کرنے والا نہیں ہے۔

فرماتے ہیں:

”ہر چہ در عالم میرود بتقدیر او است تعالیٰ شانہ ونمی جنبد ہیچ ذرا مگر بقدرت وے تعالیٰ ودخل نیست ہیچ کس را در مملکت وی بحکم وے تعالیٰ“ (شرح فتوح الغیب صفحہ ۲۶ تا ۲۷ طبع لاہور)

جو کچھ دنیا میں چلتا ہے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے چلتا ہے اور کوئی ذرا اس کی قدرت کے بغیر نہیں ہلتا اور اس کی مملکت میں کوئی داخل نہیں ہے اس کے حکم سے۔

فرماتے ہیں:

”حاکم بشرائع واحکام خدا تعالیٰ است وحکم وے قدیم است انبیاء علیہم السلام رسانندہ آن احکام اند“ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ

۱۷۸ مطبوعہ بمبئی)

شرائع واحکام کا مالک اللہ تعالی ہے اور اس کا حکم قدیم ہے انبیاء علیہم السلام ان احکام کو پہنچانے والے ہیں۔

فرماتے ہیں:

"گفت من حرام نمی گردانم حلال را وحلال نمی گردانم حرام راولیکن ہر گز جمع نہ شود دختر دوست خدا ودختر دشمن خدا دریکجا" (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۳۸۰)

فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں حرام کو حلال نہیں کرسکتا اور حلال کو حرام نہیں کرسکتا اور لیکن ہر گز جمع نہیں ہوسکتا خدا کے دوست کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ۔

فرماتے ہیں:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوائے دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر میں اختیار نہیں ۔۔۔۔ مجھ کو مدینے آنے اور مسجد بنانے میں کچھ اختیار نہیں تھا میں وہی کام کرتا ہوں کہ جس کا مجھے حکم آتا ہے اور میں سوائے اللہ کے جتلائے اور کچھ نہیں جانتا" (تاریخ مدینہ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۵ بحوالہ دست وگریباں جلد ۳ صفحہ ۳۲۸)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی قادر وتصرف کرنے والا نہیں اور عالم کے نظام کو چلانے والا صرف اور صرف اللہ تعالی ہے اور اس کی قدرت کے بغیر کوئی شئی ہل نہیں سکتا اور اس کی مملکت میں کوئی داخل نہیں۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ کا علم تھا۔

علم غیب

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جزئی وکلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرمالیا'' (الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۳)

نیز لکھتے ہیں:

''لوح وقلم کا علم جس میں تمام ما کان و ما یکون ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کا ٹکڑا ہے'' (خالص الاعتقاد صفحہ ۳۸)

مولوی حشمت علی خان لکھتے ہیں:

''بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطاء فرمایا ملکوت السموات والارض کا انہیں شاہد بنایا۔ دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرا، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور مطلع علی الغیوب ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس میں نہ آیا'' (فتاوی حشمتیہ صفحہ ۹۹ تنظیم اہلسنت پاکستان)

مولوی ظفر الدین رضوی لکھتے ہیں:

''بیشک رب العزۃ جل وعلا نے اپنے حبیب ومحبوب طالب ومطلوب عالم غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطاء فرمایا۔ شرق تا غرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ اشیاء ما کان و ما یکون سے کوئی ذرا حضور کے علم کے باہر نہ رہا م ملکوت السموات والارض سے ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس سب کو جدا جدا تفصیلا جان لیا'' (فتاوی ملک العلماء صفحہ ۲۹۶ شبیر برادرز لاہور)

مولوی احمد یار خان لکھتے ہیں:

''تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کئے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفی علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کے والد حذیفہ کو بتا دیا۔۔۔۔کون کیا مرے گا کہا مرے گا کس حال میں مرے گا کافر یا مؤمن عورت کے پیٹ میں کیا ہے یہ بھی میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی نہیں'' (جاء الحق ۲۷ نعیمی کتب خانہ گجرات)

مولوی ظفر عطاری بریلوی لکھتے ہیں:

''ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روز اول سے روز آخر تک کا علم دیا اور تمام علوم مندرجہ لوح محفوظ، نیز اپنی ذات وصفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطاء فرمائے جمیع جزئیات خمسہ کا علم دیا جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے احوال جمیع مخلوقات تمام ما کان و ما یکون کا علم عطاء فرمایا'' (حق پر کون صفحہ ۱۵۶)

عقیدہ علماء اہلسنت:

مفتی عزیز الرحمن عثمانی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''عالم الغیب ہونا حقیقت خاصہ باری تعالی کی ہے۔کسی کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیے'' (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۲ دارالاشاعت کراچی)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالی کے سوا کوئی غیب دان نہیں'' (آپ کے مسائل اوران کا حل جلد ۱ صفحہ ۱۶۴ اضافہ شدہ ایڈیشن)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ لکھتے ہیں:

''تمام پیغمبروں کے سردار امام الانبیاء خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جمیع ما کان وما یکون کا علم حاصل نہ تھا اور نہ آپ عالم الغیب تھے اور جب آپ کو یہ مقام حاصل نہ تھا تو بدیگراں چہ رسد'' (ازالۃ الریب عن عقیدہ علم غیب صفحہ ۲۰۲ مکتبہ صفدریہ)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعوی کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۰۳ سعید کمپنی کراچی)

علامہ سید نور الحسن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں:

''علم غیب، علم کل، علم محیط وعلم بسیط خاصہ خدا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادت کے سوا نہ کسی کو علم غیب ہے نہ علم کل۔ ہر کسی کا علم محدود ہے غیر محدود ومحیط علم ایک اللہ رب العزۃ کا ہے'' (توحید وشرک کی حقیقت صفحہ ۱٦۷ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

علامہ دوست محمد قریشیؒ لکھتے ہیں:

''جہاں تک حضور علیہ السلام کے علوم کا تعلق ہے۔ پروردگار عالم نے ان کو اس قدر علوم عطاء فرمائے ہیں کہ کوئی ملک کوئی پیغمبر ان کی برابری نہیں کرسکتا۔ لیکن ہر وقت ہر واقعہ کا علم صفات نبوت میں سے نہیں ہے بلکہ صفات ربوبیت میں سے ہے'' (براہین اہلسنت حصہ اول صفحہ ۳۵ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

عقیدہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

''یعنی نیستم من دانا تر از تو بدان یعنی من وتو ہر دو برابریم در نادانستن آں بلکہ ہر سائل ومسئول ہمیں حال دارد کہ آنرا عجز

خداوند تعالی کسے نداندو وے اللّٰہ تعالی ہیچکس را از ملائکہ ورسل براں اطلاع نداده" (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۵ بحوالہ ازالۃ الریب)

یعنی میں اس وقت قیامت کو تم سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں اور تم اس کے نہ جاننے میں برابر ہے یں بلکہ ہر سائل اور مسئول کا اس بارہ میں یہی حال ہے کہ اس کو خدا تعالی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالی نے فرشتوں اور رسولوں میں سے کسی کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی۔

فرماتے ہیں:

"وفرموده است کہ من بشرم کہ نمیدانم کہ درپس این دیوار چیست یعنی بے نانیدن حق سبحانہ" (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۸۴ طبع بمبئی)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی اللہ تعالی کے بتلائے بغیر۔

فریق مخالف کا جواب الجواب:

حضرت شیخؒ کی اس عبارت پر مؤلف "شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور عقائد و معمولات اہلسنت" یوں گوہر افشانی کرتا ہیں کہ:

"شیخ محقق کی جانب منسوب قول حدیث (مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں) پر حضرت شیخ کی مکمل عبارت پیش خدمت ہے۔ مخالفین فقط آدھی عبارت پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ تحریف اور حضرت شیخ کی ذات اقدس پر بہتان عظیم ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ تعالی مجھے بتلاتا ہے۔ ابھی ابھی مجھے میرے رب تعالی نے بتایا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی

شاک سے الجھی ہوئی ہے۔ یہ بھی فرمایا میں بشر ہوں نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے بتلائے بغیر میں نہیں جانتا اور بلاشبہ نماز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں سے سب سے افضل وارفع حالت ہے تو اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکشاف حقائق اشیاء اور اعیان موجود پر اطلاع اتم اور اکمل ہوتی تھی''

ایک تو مخالفین نے اس حوالے کو حضرت شیخ کے زمرے میں زبردستی ڈالنے کی کوشش کی اور دوسرا یہ کہ پھر حوالہ وعبارت بھی مکمل نہ لکھی تا کہ کہیں اصل حقیقت واضح نہ ہوجائے کیونکہ شیخ نے ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے عطاء علم غیب کو تو حضرت شیخ نے ثابت فرمایا ہے۔

نیز اس حدیث مذکور کے متعلق شیخ نے مدارج النبوۃ فارسی جلد ا صفحہ ۷ پر صراحتاً لکھ دیا ہے (این سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ) یعنی اس بات کی کوئی اصل نہیں اور اس کی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔'' (صفحہ ۶۲ تا ۶۳)

الجواب:

اولاً: مکمل عبارت بحمد اللہ ہمارے مدعیٰ پر دال ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ تعالیٰ مجھے بتلاتا ہے ابھی ابھی مجھے میرے رب نے بتایا کہ اونٹنی فلاں ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ ما کان وما یکون کا علم نہیں تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو آپ یہ نہیں فرماتے کہ ''میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ تعالیٰ مجھے بتلاتا ہے'' کیا عالم الغیب بھی اس طرح کہتا ہے، علم غیب تو وہ ہے جو بغیر بتلائے جان لیں کسی کے بتلانے سے اس کو علم غیب نہیں کہتے۔

ثانیاً: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ کا علم ہوتا تو بغیر بتلائے خدا کے آپ جان لیتے کہ

اونٹنی اوراس کی مہار فلاں جگہ ہے۔

ثالثاً: یہ عبارت خود حضرت شیخ محدث دہلویؒ کی ہے پھر یہ کہنا کہ ''مخالفین نے اس حوالے کو حضرت شیخ کے زمرے میں زبردستی ڈالنے کی کوشش کی'' چہ معنی دارد؟

رابعاً: ذاتی اور عطائی کہہ کر گلوخلاصی بالکل باطل ومردود ہے۔ ذاتی اور عطائی حضرت شیخ کے زمانے کے بعد کا ایجاد کردہ ہے۔ اس لئے حضرت شیخؒ کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی طور پر عالم الغیب نہیں تھے عطائی طور پر تھے یا ذاتی طور پر مختار کل نہیں تھے عطائی طور پر تھے وغیرہ یہ سارا یاروں کا ایجاد کردہ ہے ان سے حضرت شیخؒ کا کوئی تعلق نہیں۔

اور یہ مؤلف کا صریح کذب ہے کہ حضرت شیخ ذاتی علم غیب کی نفی کی ہے عطائی کے وہ قائل ہے اگر موصوف میں یا ان کے کسی ہمنوا میں ہمت ہے تو حضرت شیخؒ کی عبارت میں ذاتی اور عطائی کا بحث دکھائے اور عبارت میں ذاتی کی نشاندہی کرے۔ فریق مخالف ہمت کرے حضرت شیخؒ کی کسی ایک کتاب سے ایک ایسی عبارت پیش کرے جس میں حضرت شیخ ذاتی اور عطائی کی بحث کی ہو یا کہا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی طور پر علم حاصل نہیں تھا بلکہ عطائی طور پر تھا۔ اگر پیش نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو تسلیم کرو کہ اس تقسیم سے حضرت شیخ کا کوئی تعلق نہیں۔

خامساً: رہی یہ بات کہ حضرت شیخ نے اس کے متعلق ''این سخن ندارد'' فرمایا تو ان دونوں عبارتوں کی تطبیق کے لئے جو جواب فریق مخالف کا ہوگا وہی ہماری طرف سے تصور کرے۔

حاضر وناظر

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے''

(خالص الاعتقاد صفحہ ۴۰)

مولوی حشمت علی خان لکھتے ہیں:

''حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ان کے رب قدیر شہید و بصیر علیم و خبیر جل جلالہ نے حاضر و ناظر بنایا'' (فتاوی حشمتیہ صفحہ ۹۲)

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے اور نماز، تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف، نعت خوانی کی مجالس میں اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم مبارک سے تشریف فرما ہوتے ہیں'' (جاء الحق صفحہ ۱۵۵)

مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''ہمارا عقیدہ اس مسئلہ میں وہی ہے جو ہمارے اسلاف کا ہے کہ حضور پرنور سرور عالم ﷺ عالم کائنات کے ہر ہر ذرہ میں ہر وقت حاضر و ناظر ہے'' (صحابہ کا عقیدہ حاضر و ناظر صفحہ ۷ مطبوعہ بہاولپور)

مولوی ظفر عطاری لکھتے ہیں:

''حضور نبی کریم ﷺ بعطائے الٰہی اپنی نوارنیت روحانیت اور علمیت کے لحاظ سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور جب چاہیں اور جس وقت چاہے جہاں چاہے اپنے جسد انور کے ساتھ کسی بھی مقام پر تشریف لا سکتے ہیں'' (حق پر کون صفحہ ۷۴)

فتاوی بریلی شریف میں ہے کہ ''حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں'' (فتاوی بریلی شریف صفحہ ۱۳۳ طبع لاہور)

عقیدہ علماء اہلسنت:

مفتی عزیز الرحمن عثانی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''حاضر وناظر ہر جگہ ہر وقت سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں ہے'' (فتاوی دار العلوم دیو بند جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۷)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں اور کائنات کی ایک ایک چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ہے۔ ہدایت عقل کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں چہ جائیکہ یہ شرعاً درست ہو۔ یہ صرف اللہ تعالی کی صفت ہے اور اس کو دوسری شخصیت کے لئے ثابت کرنا غلط ہے'' (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۳۸ مکتبہ مدینہ لاہور)

امام اہلسنت حضرت شیخ سرفراز خان صفدرؒ لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر نہ تھے اور نہ جمیع ما کان وما یکون کا علم ہی آپ کو عطاء کیا گیا تھا'' (تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر صفحہ ۵۰)

علامہ دوست محمد قریشی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک چونکہ خدا تعالی علی کل شیئ شهید ہے اس لئے بے مثل طور پر اپنی شایان شان ہر جا موجود وحاضر ہے۔ اور چونکہ واللہ بصیر بما تعملون ہے اس لئے ہر چیز کے لئے ہر جا ناظر ہے'' (براہین اہلسنت حصہ اول صفحہ ۱۲۸)

عقیدہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ:

''اگر گویند کہ خطاب مر حاضر را بود وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریں مقام نہ حاضر است پس توجیہ این خطاب چہ باشد جوابش آن است چوں ورود این کلمہ دراصل یعنی در شب معراج بصیغہ

خطاب بود دیگر تغیرش نداند وبرہماں اصلی گزاشتند ودر شرح صحیح بخاری میگوید که صحابه درزماں آنحضرت ﷺ بصیغه خطاب میگفتند وبعد از زماں حیاتش این چنین گفتند السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاته نه بلفظ خطاب" (تحصیل البرکات به بیان معنی التحیات صفحہ ۱۸۹ بحوالہ آپ کے مسائل اوران کا حل جلد ا صفحہ ۱۵۷)

اگر کہا جائے کہ خطاب تو حاضر کو ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس مقام میں حاضر نہیں۔ پس اس خطاب کی توجیہ کیا ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اصل میں یعنی شب معراج میں یہ کلمہ صیغہ خطاب کے ساتھ وارد ہوا تھا اس لئے اس کو اپنی اصل حالت پر رکھا گیا اور اس میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا اور صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین آنحضرت ﷺ کے زمانے میں صیغہ خطاب کے ساتھ سلام کہتے تھے اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاته کہتے تھے خطاب کا صیغہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

اگر حضرت شیخ کا عقیدہ حاضر وناظر کا ہوتا تو بجائے اعتراض کے جواب دینے کا آنحضرت ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر دلائل پیش کرتے۔

نور و بشر

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان نبی کریم ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں:

جس نے ٹکڑے کئے قمر کے وہ ہے
نور وحدت کے ٹکڑا ہمارا نبی

(حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۱۴۰ طبع مکتبۃ المدینہ کراچی)

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور ہیں اور سارے عالم کا ظہور حضور کے نور سے ہیں''

(رسائل نعیمیہ صفحہ ۵۱ رسالہ نور صفحہ ۳ طبع لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

''حضور نوری بشر ہیں حقیقت حضور کی نور ہیں'' (ایضاً صفحہ ۷۸)

مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور اللہ کی ذاتی سے'' (رسائل اویسیہ جلد ۲ رسالہ اول ما خلق اللہ نوری صفحہ ۴۵ طبع بہاولپور)

عقیدہ علماء اہلسنت:

امام اہلسنت حضرت مولانا شیخ سرفراز خان صفدرؒ لکھتے ہیں:

''ہمارا ایمان اور تحقیق یہ ہے کہ امام الرسل خاتم النبیین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر بھی ہیں اور نور بھی جنس اور ذات کے لحاظ سے تو آپ بشر ہیں اور صفت اور ھدایت کے اعتبار سے آپ نور ہیں۔ آپ کی بدولت دنیائے ظلمت کو روشنی نصیب ہوئی۔ کفر اور شرک کی تاریکی کافور ہوئی اور نور ایمان وتوحید کی شعاعوں سے سطح ارضی منور ہوئی'' (تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین صفحہ ۸۴، ۸۵ مکتبہ صفدریہ)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نوع کے لحاظ سے بشر ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ **بشر مثلکم** ہیں ہادی راہ ہونے کی حیثیت سے نور اور سراپا نور ہیں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ صفحہ ۱۵۵)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبیاء من البشر" (تکمیل الایمان صفحہ ۳۷ بحوالہ تنقید متین صفحہ ۵۹)

نیز فرماتے ہیں:

" حصہ بشریت واحکام جبلت در آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامعیتی خاص است" (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۰۱ طبع النوریہ رضویہ پبلشنگ)

استعانت واستمداد

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر شرع وشئی مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر اسٹ ومعرم یا دشمن انصاف" (الامن والعلی صفحہ ۲۹ بحوالہ ادیان باطلہ اور صراط مستقیم صفحہ ۳۲۳)

نیز لکھتے ہیں:

"انبیاء ومرسلین اولیاء علماء صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی استقامت استمداد جائز ہے اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں" (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۳۰۷ بحوالہ ادیان باطلہ اور صراط مستقیم صفحہ ۳۲۳)

عقیدہ علماء اہلسنت:

مفتی عزیز الرحمن عثمانی صاحبؒ لکھتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ انبیاء واولیاء علیہم السلام کے وسیلہ اور برکت سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا کہ اے اللہ! بہ وسیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا فلاں کام پورا فرما جائز ہے“ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۵)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں:

”جس طرح بطور دعا وتقرب حق تعالیٰ کو پکارا جاتا اور اس کے پاک نام کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور بزرگ ہستی کو پکارنا اور اس کے نام کا وظیفہ جپنا اسلام نے جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ فعل عبادت کے زمرے میں آتا ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ شانہ کا حق ہے“ (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۴۶)

علامہ سید نور الحسن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں:

”دعا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے ذات پاک رب العزۃ کے سوا کسی غیر اللہ سے مافوق الاسباب طور پر دعا واستعانت اور استغاثہ واستعاذہ ضلالت وحماقت ہے اور کفر وشرک اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے آمین“ (توحید وشرک کی حقیقت صفحہ ۲۷۶)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

”بخوان بتائید واستعانت الٰہی وتوفیق وے عزوعلا واستعانت واستمداد از وے کن“ (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۹)

پڑھو اللہ تعالی کی تائید اور مدد سے اور اس کی توفیق سے جو عزت اور بلندی والا ہے اور استعانت اور استمداد اسی سے کرو۔

میلاد النبی

عقیدہ بریلویہ:

مولوی حشمت علی خان لکھتے ہیں:

''محفل میلاد اقدس میں قیام اگرچہ فی نفس ذاتہ مستحب ہے'' (فتاوی حشمتیہ صفحہ ۱۷۷)

مولوی احمد یار خان لکھتے ہیں:

''میلاد سنت انبیاء بھی ہے'' (جاء الحق صفحہ ۲۳۳ نعیمی کتب خانہ)

مولوی ظفر الدین قادری لکھتے ہیں:

''میلاد بلاشبہ مستحسن اور مندوب ہے'' (فتاوی ملک العلماء صفحہ ۳۱۶ شبیر برادرز لاہور)

مولوی عبد المتین بہاری لکھتے ہیں:

''کل علماء و محققین کے نزدیک محفل میلاد شریف مستحب اور مستحسن اور موجب خیر و برکت ہے'' (عقائد و معمولات اہلسنت صفحہ ۵ طبع لاہور)

عقیدہ علماء اہلسنت:

علماء اہلسنت کے نزدیک مروجہ میلاد جس میں بہت سی بدعات و خرافات پائی جاتی ہیں بدعت و ناجائز اور واجب الترک ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۱۵)

مفتی عزیز الرحمن عثمانی صاحب ؒ لکھتے ہیں:

’’مجلس میلاد شریف مواقف رواج زمانہ ہذا کے منعقد کرنا اور اس میں بوقت ذکر ولادت شریفہ قیام کا التزام کرنا جائز نہیں ہے۔علماء نے اس کو بدعت اور ناجائز کہا ہے‘‘ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۴)

امام اہلسنت شیخ سرفراز خان صفدر ؒ لکھتے ہیں:

’’پوری چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔ یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی نہ تابعی کو نہ کسی محدث کو اور نہ فقیہہ کو نہ کسی بزرگ کو نہ کسی ولی کو‘‘ (راہ سنت صفحہ ۱۶۲)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

’’ولا یزال اھل الاسلام یحتلفون بشھر مولدہ ﷺ.... ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی مااحدثه الناس من البدع والا ھواء والغناء بالآلات المحرمة عند عمل مولدہ الشریف فالله تعالی یثیبه علی قصدہ الجمیل ویسلك بنا سبیل السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل‘‘ (ماثبت بالسنہ صفحہ ۱۰۳ بحوالہ مطالعہ بریلویت جلد ۶ صفحہ ۳۴۸)

اور اہل اسلام ربیع الاول میں ایسی محفلیں کرتے چلے آرہے ہیں اور علامہ ابن امیر الحاج نے المدخل میں بڑی تفصیل سے ان بدعات کا رد کیا ہے جو لوگوں نے اس میں پیدا کر لی ہیں وہ خوہشات کے درپے ہوئے اور حرام کردہ آلات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل ولادت پر گانے لگے

۔سو اللہ تعالیٰ علامہ ابن امیر الحاج کو اپنے اس قصد پر اجر جمیل عطاء فرمائے اور ہمیں سبیل سنت پر چلائے وہ ہمیں کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے۔

حضرت شیخؒ نے جو فرمایا کہ لوگ ہمیشہ سے یہ محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں ان سے ان کی مراد ساتویں صدی سے لے کر اب تک جو منعقد کررہے ہیں یہ مراد ہیں۔حضرت شیخؒ نے علامہ ابن امیر الحاج کو دعائیں دی انکار بدعات کی بناء پر اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم علامہ امیر الحاج کی کتاب سے وہ باتیں پیش کرے جن کا ذکر شیخ نے کیا ہے۔

علامہ ابن امیر الحاج مالکیؒ لکھتے ہیں:

"ومن جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر العبادات واظهار الشعائر مايفعلونه فی الشهر الربيع الاول من المولد وقد احتوى ذلك على بدع ومحرمات ......الى ان قال وهذه المفاسد مترتبة على فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلا منه وعمل طعاما فقط ولوى به المولد ودعا اليه الاخوان وسلم من كل ماتقدم ذكره فهو بدعة بنفس نيته فقط لان ذلك زيادة فی الدين وليس من عمل السلف الماضين واتباع السلف اولى" (المدخل ابن الحاج جلد ۱ صفحہ ۸۵ طبع مصر بحوالہ راہ سنت صفحہ ۱۶۴)

لوگوں کی ان بدعتوں اور نو ایجاد باتوں میں سے جن کو وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور جن کے کرنے کو شعائر اسلامیہ کا اظہار کہتے ہیں۔ایک مجلس میلاد بھی ہیں جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے ------اور اس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جب کہ اس میں سماع ہو سوا گر مجلس میلاد سماع

سے پاک ہو اور صرف بہ نیت مولود کھانا تیار کرلیا ہو اور بھائیوں اور دوستوں کو اس کے لئے بلایا جائے اور تمام مذکورہ بالا مفاسد سے محفوظ ہو تب بھی وہ صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور دین کے نادر ایک جدید امر کا اضافہ کرنا ہے جو سلف صالحین کے عمل میں نہ تھا حالانکہ اسلاف کے نقش قدم پر چلنا اور ان کی پیروی کرنا ہی زیادہ بہتر ہیں۔

تیجہ، ساتویں اور چالیسواں

عقیدہ بریلویہ:

دریں بارہ بریلویوں کا عقیدہ ہیں کہ مرنے کے بعد اس کا تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں وغیرہ کرنا ضروری ہے۔ (ملاحظہ ہو انوار ساطعہ)

عقیدہ علماء اہلسنت:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالہ ہیں کہیں اس کی اصل نہیں نفس ایصال ثواب چاہیئے ان قیود کے ساتھ بدعت ہی ہے'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۵۴)

مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''سویم و دہم و چہلم رسوم محدثہ ہیں۔ یہ رسوم نہ زندگی میں کرنا چاہیے نہ بعد مرنے کے ہونی چاہیے اور ایصال ثواب کا عمدہ طریق یہ ہے کہ بدون تعین یوم و وقت کے لوجہ اللہ نقد یا کپڑے یا کھانا فقراء کو صدقہ کر دے اور نقد دینا خفیۃ سب سے بہتر ہے کہ اس میں ریاء نہ ہو گی اور محتاج اس سے اپنی جملہ حاجات رفع کر سکتا ہے'' (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۴۸۰، ۴۸۱)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

”اما این اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق بتامی بدعت است وحرام“
(شرح سفرالسعادۃ صفحہ ۲۷۳)

بہرحال تیسرے دن کا یہ مخصوص اجتماع اور دوسرے تکلفات کا ارتکاب کرنا اور یتیموں کے حق سے بغیر وصیت کے خرچ کرنا بدعت اور حرام ہے۔

قبروں پر چراغ جلانا

عقیدہ بریلویہ:

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”شمعیں روشن کرنا قبر کی تعظیم کے لئے جائز ہے تا کہ لوگوں کو علم ہو کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کریں“ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۴ بحوالہ ادیان باطلہ صفحہ ۳۳۶)

مولوی احمد یار خان لکھتے ہیں:

”عام مسلمانوں کی قبر پر ضرورۃً اولیاء اللہ کی مزارات پر اظہار عظمت کے لئے چراغ روشن کرنا جائز ہے“ (جاء الحق صفحہ ۳۰۰ نعیمی کتب خانہ گجرات)

مولوی عبدالمتین بہاری لکھتے ہیں:

”اولیاء اللہ کے مزاروں پر یا کسی اور جگہ پر روشنی کرنا اگر کسی بہتر غرض و مقصد کی بناء پر ہو تو بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ اس کو اسراف نہ کہا جائے گا“ (عقائد و معمولات اہلسنت صفحہ ۵۵ طبع

لاہور)

عقیدہ علماء اہلسنت

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ لکھتے ہیں:

’’قبور پر چراغ وقندیل وموم بتی وغیرہ جلانے کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت بیزار ہے‘‘ (راہ سنت صفحہ ۱۹۲)

عقیدہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں:

”ونہی فرمود کہ برسر قبرھا مساجد بناکنند ویا برگورہا چراغ افروزند وبر فاعل آن لعنت کرد“ (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۷۲)

اور منع فرمایا ہے قبروں پر مساجد بنانے (یعنی گنبد وغیرہ) اور قبروں پر چراغ روشن کرنے کو اور کرنے والے پر لعنت کیا ہے۔

قبروں پر عمارات وقبہ بنانا

شیخ محققؒ فرماتے ہیں کہ:

”وبالائے گور عمارت وقبہ نساختی واین مجموع بدعت است ومکروہ ومخالف طریق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۷۱)

اور قبر کی اوپر عمارت اور قبہ مت بنائے یہ ساری بدعت ہیں اور مکروہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے مخالف ہے۔

عصمت انبیاء

عقیدہ بریلویہ:

اہل بدعت کا عقیدہ ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ارادۃً گناہ کبیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں قبل نبوت و بعد نبوت لیکن نسیاناً و خطاء گناہ کبیرہ صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے۔
چنانچہ مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔ ہاں نسیاناً خطاءً صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے'' (جاء الحق صفحہ ۴۲۷ نعیمی کتب خانہ گجرات)

عقیدہ علماء اہلسنت:

یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبل نبوت و بعد نبوت صغائر و کبائر سے محفوظ و معصوم ہیں نہ قصداً ارتکاب کر سکتے ہیں اور نہ بھول کر۔

عقیدہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کا مذہب مختار یہی ہے کہ نبی گناہ کبیرہ کا نہ قصداً ارتکاب کر سکتا ہے اور نہ بھول کر'' (تکمیل الایمان مترجم بہ معروف ایمان کیا ہے صفحہ ۱۲۰)

تمت بالخیر

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه آمین

العبد الفقیر محمد عدنان فاروقی حنفی عفی عنہ

یکم محرم الحرام سنہ ۱۴۴۲ھ/ ۱۲۰ اگست سنہ ۲۰۲۰ء یوم الجمعۃ

مرتب

محمد عدنان فاروقی الحنفی

مکتبہ تعلیم القرآن نظامیہ

کلی جیو جہلم کاریز کوئٹہ

ذَالِکَ الکِتَابُ لَارَیبَ فِیہِ

قرآن کی ضرورت کیوں ہے

تصنیف

شیخ الحدیث مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑی سریابی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

احقر الناس محمد عدنان فاروقی حنفی عفی عنہ

مکتبہ تعلیم القرآن نظامیہ کلی جیو جہلم کاریز کوئٹہ

نام کتاب: قرآن کی ضرورت کیوں ہے

مصنف: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب سریابیؒ

مرتب: احقر محمد عدنان فاروقی حنفی

سنہ طبع: سنہ ۲۰۲۰ء/ سنہ ۱۴۴۱ھ

تعداد:

قیمت:

فہرست مضامین

تقریظ

شیخ الاسلام محقق العصر حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ضرورت قرآن سے متعلق اس رسالہ کے مضامین نہایت بصیرت افروز اور عبرت آموز ہے مصنف سلمہ کو خدا جزائے خیر دے اور رسالہ کو اللہ تعالی نافع بنائیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا (شمس الحق افغانی) صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عرض مرتب

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام

علی سید المرسلین وعلی آله واصحابه واهل بيته اجمعين:

اما بعد! شیخ الحدیث مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالوہاب سریابیؒ کی شخصیت کسی سے مخفی نہیں ۔ چنانچہ کوئٹہ کے سرزمین پر جہاں خدام ختم نبوت کا ذکر ہوگا وہاں حضرت شیخؒ کا اسم گرامی سرفہرست و چمک رہا ہوگا، آپؒ کو اللہ تعالی نے فتنہ قادیانیت کے سرکوبی کیلئے چنا تھا، کوئٹہ بلوچستان کے سرزمین پر قادیانیت کے سد باب کیلئے بے شمار خدمات سرانجام دیئے، مرزا بشیرالدین قادیانی کے حکم پر قادیانیوں نے کوئٹہ میں اپنی تبلیغ شروع کردیں وہ اپنے اس تبلیغ میں نوجوان لڑکیوں کو زیادہ استعمال کرتے تھے مسلمان نوجوان اس کے دام میں پھنس رہے تھے اس وقت آپؒ اپنے استاد التفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کو دعوت دی اور اُن کی زیر صدارت جامعہ تعلیم القرآن نظامیہ سریاب میں مشاورتی مجلس ہوئی اور پھر حضرت شیخ درخواستیؒ نے مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ کو فرمایا کہ آپ عملی طور پر اس فرقہ کو ختم کرنے کیلئے میدان میں نکلے، چنانچہ آپؒ نے قادیانیوں کے خلاف اعلان جہاد شروع کیا۔ آپ نے شہر سے پانچ میل دور اپنی گاؤں کلی جیو جہلم کاریز میں مرکز قائم کیا اور اپنے طلبا سے کام لیا اور ایک بہت بڑا اشتہار شائع کیا جس پر ایک ہزار علماء کرام کے دستخط موجود تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے کفر کی تصدیق کی اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد قادیانی ایوان میں زلزلہ برپا ہوا، پھر تبلیغی جلسے منعقد کئے آپ نے ختم نبوت کے عنوان سے ایک بہت بڑا جلسہ جائنٹ روڈ کوئٹہ کے مقام پر منعقد کیا جلسہ میں اسٹیج پر کافی علماء تشریف فرما تھے۔

باوجود مصروفیات کے آپؒ نے تصنیفی سلسلہ کو بھی جاری رکھا کئی کتب ورسائل لکھیں جن میں ایک اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے جو'' قرآن کی ضرورت کیوں ہے'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس رسالہ میں حضرت شیخ نے بڑی شرح بست کے ساتھ قرآن کریم کی عظمت اوراللہ تعالی کی الوہیت کوواضح کیا، دریں بارہ دوسرے مذاہب کےعقیدہ کوان کی کتب سے واضح کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اسے امت مسلمہ کیلئے سودمند اور مصنف علیہ الرحمہ کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔آمین

احقر عاصی محمد عدنان فاروقی حنفی عفی عنہ

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء

سوانح حیات حضرت سریابی رحمۃ اللہ علیہ

خاندانی پس منظر:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑی سریابیؒ ولد صوفی صاحب داد ولد رئیس میر دوست ابن شاہی ابن شنکر۔

قبیلہ:

لہڑی قبیلہ اصل میں ڈومکی بلوچ قوم کا مشتق شاخ ہے بعد میں پہاڑی علاقے نرمک میں سکونت اختیار کیا۔

جائے پیدائش:

۱۰ مئی ۱۹۱۰ء بروز پیر بوقت پانچ بجے علاقہ ڈھاڈر قصبہ کاہی کے نزدیک ایک شہر میں پیدا ہوا۔ نام اس عظیم شخصیت کے والد کے مرشد اس وقت کے ولی درویش حاجی محمد عباس نقشبندی نے رکھا۔

تصوف وطریقت:

نقشبندی تھے حضرت الحاج محمد عباس نقشبندی کے خلیفہ مجاز تھے۔

ابتدائی تعلیم:

اپنے گھر میں حاصل کیا اور بعد ازاں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے دو سال مدرسہ ہیری علاقہ بھاگ ناڑی میں فارسی اور خطاطی سیکھا اور کچھ ابتدائی کتب کی تعلیم حاصل کیا، دو سال عربی گرائمر، صرف ونحو کی کتابیں قصبہ میر عاہ (مشہور کوسہ) میں حاصل کی بعد ازاں کوئٹہ کا زلزلہ شدید ۱۹۳۵ء میں ہوا اس میں حضرت شیخ الحدیث کے ایک ہمشیرہ ایک چھوٹا بھائی

ایک چچازاد بھائی شہید ہوئے اور اسی سال کراچی کے ممتاز دینی درسگاہ جامعہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں ملک کے عظیم سیاسی اور دینی رہنما تحریک ریشمی رومال کے رکن حضرت مولانا محمد صادقؒ سے بڑی بڑی کتابیں پڑھی پھر نصر پور ضلع حیدر آباد سندھ نزد میر پور خاص اور اس کے بعد دورہ حدیث کے لیے ملتان تشریف لے گئے وہاں ملک عظیم کے دینی درسگاہ جامعہ نعمانیہ میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الخالقؒ کبیر والا سے ۱۹۳۹ء دورہ حدیث مکمل کیا۔

مذہبی خدمات:

حضرت شیخ سریابیؒ دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۴۰ء میں علاقے میں لوگوں کے بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لیے ایک مدرسہ (مدرسہ تعلیم القرآن نظامیہ سریاب روڈ کوئٹہ) کے نام سے قائم کیا اور اب مدرسہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔عوام کو بیدار کرنے کیلئے اور موجودہ فتنوں اور لادین قوتوں کو زیر اور ختم کرنے کیلئے ۱۹۴۶ء میں ایک انجمن بحکم اپنے استاد تفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے (انجمن تحفظ حقوق کوئٹہ بلوچستان) قائم کی، انجمن کے سرپرست اعلی حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ بنا اور امیر حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ بنا۔ ۱۹۴۷ء کو قادیانیوں کے سرکاری آرگن الفضل میں یہ بیان چھاپہ کہ ''بلوچستان کی کل آبادی پانچ لاکھ یا چار لاکھ ہیں زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے اگر ہم سارے صوبہ کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے پس اس جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کیلئے یہ عمدہ موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو کہ تاریخ

میں آپ کا نام رہے (الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء) پھر انکے لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے اس تحریک میں کامیاب نہیں ہوں گے اس لیے ہمارے تعداد کم ہے تو مرزا بشیر الدین انکو کہا کہ ایسٹ انڈیا اینڈ کمپنی کی طریقہ اپناؤ (جیسے کے چند انگریز سوداگروں نے کروڑوں کے ملک پر اپنی حکمرانی قائم کر لی) پھر حتیٰ کہ اس تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے اس وقت کا وزیر خارجہ سردار ظفر اللہ جو انہی جماعت سے تعلق رکھتے بلوچستان آیا اس وقت کے خان میر احمد یار خانؒ سے ملاقات کی اور مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی تو مرد حق خان آف قلات نے کہا ظفر اللہ سن لو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہے ان کے بعد نبوت ختم ہے اب جو دعویٰ کرے گا تو کذاب ہوگا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالفرض محال خود تشریف لا کر کہہ دے مرزا کو نبی مان لو تو میں ایسے شخص کو نبی ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں گا'' (بحوالہ کتاب فارسی منظوم عبدالصمد سربازی) پھر مرزا بشیر الدین کے اس حکم کے بعد قادیانیوں نے اپنی تبلیغ شروع کر دی وہ اپنے اس تبلیغ میں نوجوان لڑکیوں کو زیادہ استعمال کرتے مسلمان نوجوان اس کے دام میں پھنس رہے تھے پھر اسی وقت یہی مرد قلندر حضرت مولانا عبدالوہابؒ اپنے استاد التفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کو دعوت دی اور اُن کی زیر صدارت میں جامعہ تعلیم القرآن نظامیہ سریاب میں مشاورتی مجلس ہوئی اور پھر حضرت شیخ درخواستیؒ نے مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ کو کہا کہ آپ عملی طور پر اس فرقہ کو ختم کرنے کیلئے میدان میں نکلے، پھر مولانا عبدالوہابؒ نے قادیانیوں کے خلاف اعلان جہاد شروع کر دیا۔ انہوں نے شہر سے پانچ میل دور اپنی گاؤں کلی جیو جہلم کاریز میں مرکز قائم کیا اور اپنے طلبا سے کام لیا اور یہ عظیم مجاہد سب سے عظیم اور تاریخی کارنامہ سرانجام دیا انہوں نے ایک بہت بڑا اشتہار شائع کیا جس پر ایک ہزار علماء کرام کے دستخط موجود تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے کفر کی تصدیق کی اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد قادیانی ایوان میں زلزلہ برپا ہوا

پھر یہی عظیم مجاہد تبلیغی جلسے منعقد کئے انہوں نے ختم نبوت کے عنوان سے ایک بہت بڑا جلسہ موجودہ کالٹیکس پٹرول ڈپو جائنٹ روڈ کوئٹہ کے مقام پر منعقد کیا جلسہ میں اسٹیج پر کافی علماء تشریف فرما تھے۔اور ممتاز عالم دین مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ مسئلہ ختم نبوت پر تقریر فرما رہے تھے اور سی ایم ایچ کے ڈاکٹر محمود جو قادیانی تھا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مخبری کرنے کیلئے جلسہ میں شریک ہوا۔مولانا ابراہیم تقریر کے دوران میجر محمود طنزیہ انداز میں مسکراتا رہا ایک شخص نے اسے روکا تو مجمع کو علم ہوا کہ یہ قادیانی ہے مخبر کے طور پر جلسہ میں شریک ہوا ہے تو سامعین میں سے چند لوگوں نے نعرہ تکبیر لگا کر میجر محمود کو مارنے کے لیے دوڑے میجر محمود بھاگتے ہوئے ایک ریلوے کوارٹر میں گھس گیا تو یہ لوگوں نے جا کر وہاں اسے جہنم رسید کیا پھر پولیس نے مقدمہ درج کرتے ہوئے حضرت سریابیؒ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی چونکہ یہ مجاہد شہر سے باہر رہتے تھے، پھر اس پر مقدمہ درج کرنے کے بعد سریاب کے قبائل اور علماء کرام احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت اس مجاہد کو گرفتار کیا تو حالات کی خرابی کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہوگی۔اس لیے حکومت وقت کو مجبوراً اسی مقدمہ کو قاتل نامعلوم ہونے کی وجہ سے داخل دفتر اور ختم کرنا پڑا۔

قاضی عدالتوں کی قیام:

اور یہاں بلوچستان میں قاضی عدالتے اسی مجاہد کے محنت کی بدولت قائم ہوئی۔حالاں کہ پاکستان کے اور بھی تین صوبے ہے ان میں کیوں قائم نہیں ہوئی۔

دین اسلام کی تبلیغ:

حضرت سریابیؒ بلوچستان کے مختلف قبائل اور دور دراز علاقوں میں جا کر دین اسلام کے

لیے خدمات سرانجام دیئے اور قریہ قریہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جا کر وہاں لوگوں کو عشاء کی نماز کے بعد وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے اور وعظ ونصیحت کے بعد مجمع کو بٹھا کر ان کے نماز کے مسائل اور تجارت کے مسائل بتاتے تھے، نماز کے الفاظ درست فرماتے تھے۔

مولانا کے جمعیت علماء ہند کے لیے خدمات:

اس وقت پاکستان معرض وجود میں نہیں آیا تھا مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ نے جمعیت کے پلیٹ فارم پر یہاں بلوچستان میں خدمات سرانجام دیئے۔ ان کے ساتھ مولانا عرض محمدؒ بانی جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ، حضرت مولانا غلام حیدر نوشکوی، حضرت مولانا محمد افضل مینگل اور دیگر علماء کرام شامل تھے پھر اسی دوران جمعیت علماء ہند نے فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستان کے مکمل آزادی کیلیے ایک تحریک شروع کی جس کا نام ''تحریک بلوچستان چھوڑ دو'' تھا تو اسی تحریک کے ایک رکن حضرت سریابیؒ تھے پھر یہی مجاہد نے اپنے مذکورہ رفقاء کے ساتھ مل کر یہاں بلوچستان میں متحرک ہوکر برطانوی نواز حکمرانوں کے ساتھ ٹھکر لی اور بلوچستان کے عوام کو فرنگی نواز کے حکمرانوں کے مکروفریب سے آگاہ کرتے رہیں اور یہ فرنگی نواز لوگ ہمارے دوست نہیں ہوسکتے بلکہ دشمن ہیں۔ آخر جمعیت علماء ہند بلوچستان میں یہی عظیم مجاہد کی محنت اور کوشش کی بدولت فرنگی اقتدار سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہونے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد جمعیت علماء اسلام پاکستان بنی تو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ اور ان کے رفقاء جمعیت علماء اسلام کے بانی ارکان میں شمار ہوتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام وہ واحد جماعت ہے اس میں ہر علاقے، ہر قوم، ہر نسل اور ہر زبان کے لوگ شریک سفر ہے لیکن جمعیت کا مقصد اسلام کا انقلابی اور منصفانہ نظام کا نفاذ ہے اور اس کی قیادت ہر جابر ظالم اور عامر کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور یہ جماعت نہ معروف معنوں میں محض ایک سیاسی جماعت ہے جو سیاست میں سب کچھ جائز سمجھتی ہو اور نہ

ہی ایک روایتی انداز کی مذہبی جماعت جو قومی سیاست کو شجر ممنوعہ گردانتی ہو بلکہ یہ ایک قومی سیاسی جماعت ہے جس کا نصب العین دین کا نفاذ ہے اس کا عقیدہ بقول اقبال یہ کہ

؎

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مطالعہ:

اس عظیم مجاہد کے مطالعہ میں یہ خصوصیت تھی جب مطالعہ فرماتے تو کتابت یا طباعت کی کوئی غلطی دیکھتے تو حاشیے پر اس کی تصحیح کر دیتے اسی طرح جب کسی کتاب میں کوئی ایسی بات دیکھتے جو صریح طور پر غلط اور گمراہ کن ہوتی تو حاشیے پر مختصر اس کی تغلیط لکھ دیتے تاکہ قاری متنبہ ہو جائے نیز کبھی یہ بھی کرتے کہ اس کتاب میں کوئی خاص بات اہم بحث ہوتی تو شروع کے سادہ صفحہ پر تحریر فرما دیتے کہ یہ بحث فلاں صفحہ پر ہے تاکہ قاری اس بحث سے فائدہ اٹھا سکے۔

حلیہ و لباس:

مولانا مرحوم کے گندمی رنگ درمیانہ قد لباس میں تکلف نہ تھا اور لمبا کھلا کرتا اور فراخ شلوار اور تقریباً سوا پانچ گز سفید پگڑی اور سفید کپڑے سنت کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ انتہائی ذہین تھے وہ فرمایا کرتے تھے اظہار تشکر کے طور پر کہ میں صرف طالب علمی کے دور میں کافیہ پڑا جامی نہیں پڑی اور جب درس و تدریس کے موقع پر جامی کو درس دینا شروع کیا تو مجھ کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جامی پڑھا ہوں۔

حافظہ:

اللہ عز و جل نے مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ کو مخصوص کمالات سے نوازا تھا۔ سب کمالوں میں

سرفہرست یہ کمال تھا وہ بخاری اور ترمذی شریف کے درس و تدریس میں طویل فقہی مسائل مباحث اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ) کے مذاہب و دلائل نہایت تفصیل کے ساتھ محض اپنے حافظہ سے بیان فرماتے تھے۔

سادہ معاشرت:

حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ کی معاشرت نہایت سادہ تھی، تکلفات سے بلکل نا آشنا تھے، میز پر پوش سے خالی میز ناشتہ کی صورت میں معمولی دسترخوان پر ایک سادہ سے رومال میں روٹی رکھ دی جاتی، آپ بلکل سادہ پیالی میں چائے سبز لے کر ناشتہ تناول فرماتے۔

حضرت کے قبائلی فیصلے:

حضرت سریابی کی اکثر یہ کوشش ہوتی تھی کہ فریقین اپنا تصفیہ قرآن و حدیث اور شریعت محمدی کے مطابق کریں جب اس پر فریقین راضی ہوتے تو مولانا فوراً ان کے فیصلہ فرماتے اکثر مجلسوں میں حضرت ایک قول فرمایا کرتے تھے جو آج بھی علاقے کے لوگ اس قول کو اپنی مجلسوں میں ذکر کرتے ہیں۔ وہ قول یہ ہے کہ ''قتل ناحق پر تعاون کرنا (یعنی پوڑی دینا) حرام ہے''۔

حضرت کے طبی خدمات:

حضرت شیخ بہت ممتاز حکیم تھے اور دور دراز سے لوگ آ کر اپنا جسمانی علاج کرواتے اور بعض مریض کیلئے خود دوائی تیار کرتے تھے اور بعض کو نسخہ تحریر فرما کر دیتے۔ طب کے حوالے سے مولانا کے تجربہ کی ہوئی ادویات اور علاج جو اکثر کامیاب ہوتے ان کو ''مجربات سریابی'' کے نام سے کتابی شکل دی گئی ہے جو تا حال رقم نہ ہونے کی وجہ سے

شائع نہ ہوسکا۔

حضرت کی حق گوئی:

حضرت شیخ کی حق گوئی کی وجہ سے بھی مقبول خلائق تھے۔حق بات کہنے میں اس قدر بے باک اور جری تھے کہ اس دور میں اس کی نظیر کم ملے گی۔صحابہ کرامؓ کی صفت "**لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم**" کا صحیح عکس تھا۔ جب کبھی خلاف حق گوئی سنتے یا پڑھتے تو اس وقت صفت فاروقی "**واشدھم فی الامر اللہ**" کا مکمل نمونہ ہوتے ملوک وامراء اور عمائدین سلطنت کے سامنے حق بات کے سامنے حق بات کہنے سے کبھی تامل نہیں فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ مرحوم کو ایک حکومتی عہدہ دار نے کہا کہ آپ سوشلزم ،نیشلزم پر تنقید نہ کرے تو یہ سنتے ہی حضرت اس حکومتی عہدہ دار کو مخاطب فرمایا کہ آپ جس عہدہ پر فائز ہے اگر حکومت کے خلاف کوئی بات کہیں تو کیا آپ اس عہدہ پر برقرار رہیں گے تو اس نے کہا نہیں فرمایا کہ اللہ نے جس منصب پر ہمیں فائز کیا ہے اگر اس منصب کی ذمہ داریاں ہم پوری نہیں کریں گے تو ہم بھی ناس منصب پر قائم نہیں رہ سکتے اللہ اور رسول نے ہمیں ممبر پر بٹھا کر کچھ فرائض ہم پر عائد کئے ہیں ان فرائض کو ادا نہ کرنے کی صورت میں ہم بھی اسی منصب دین سے محروم ہوجائیں گے حضرت شیخ کی زندگی کے بے شمار واقعات شاہد ہیں کہ کسی موقع پر مصلح کی آڑ میں حق گوئی سے تسامح نہیں فرمایا۔ ہر باطل کے مقابلہ میں سیف بے پیام تھے۔

زبان دانی:

حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ کی مادری زبان براہوئی تھی اس کے علاوہ آسان زبان فارسی عربی تھی۔عرب آپ کے عربی میں بے تکلف گفتگو کو دیکھ کر آپ کا منہ دیکھتے رہ جاتے بقول شاعر ٹکر ٹکر دیدم ، دم نکشیدم۔ان کے ساتھ اردو، انگلش، بلوچی اور پشتو پر بھی مولانا کو

عبور حاصل تھا۔

تصانیف:

(۱) اقتدار اور ملائیت۔

(۲) جمع الفرائد فی تمیز العقائد۔

(۳) العلم فی زمرة المساکین۔

(۴) قرآن کی ضرورت کیوں ہے۔

(۵) دوصد چل در پند بروہی زبان (غیر مطبوعہ)

(٦) اصل باب الاسلام بلوچستان ہے (غیر مطبوعہ)

(۷) نیشلزم (قومیت) اور اسلام (غیر مطبوعہ)

رحلت:

بلآخر اس عالم رنگ و بو میں جو آیا جانے کیلئے آیا۔ خلاق عالم نے ہر متنفس کے لئے وقت پر دنیا سے جانا مقدر فرمایا، طوعاً و کرہاً ہر ایک کو امر خداوندی کے سامنے سر تسلیم کرنا ہے۔ ذات باری تعالی کیلئے بقا دوام ہے اگر چہ ہر انسان کیلئے جرعہ موت مقدر ہے لیکن انسانوں میں کتنا فرق مرتبت ہے کہ کسی انسان کے وفات پر صرف ایک شہر کے مکین نوحہ کنان ہوتے ہیں اور کسی کے رحلت پر پورا ملک صدمہ سے نڈھال ہوتا ہے لیکن کچھ باکمال شخصیات ایسی ہوتے ہیں جن کی جدائی سے وراعالم یتیم ہو جاتا ہے جن کے مفارقت سے ہر قلب ہزیں اور ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے جن سے دینی و علمی مجالس بے رونق ہو جاتی ہے اور جن کا وجود دنیا والوں کیلئے باعث نور اور ان کی رحلت موجب ظلمت ہوتی ہیں۔ انہی مقتدر ہستیوں میں نادر روزگار محقق مجاہد شیخ الحدیث والتفسیر ممتاز عالم دین حکیم حضرت مولانا عبدالوہاب لہڑیؒ

سرپرست ہی تھے۔ یہ مقتدر ہستی تین دن بخار میں مبتلا رہ کر ۱۹ جون ۱۹۹۲ء بروز جمعہ بوقت سہ پہر تین بجے بمقام کلی جہلم کاریز نزد جیو کرانی روڈ کوئٹہ میں دارِ جاودانی کی طرف رحلت فرمائے۔ مولانا کو ہزاروں عقیدت مندوں کے ہجوم میں ان کے آبائی گاؤں کلی جہلم کاریز کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

دیباچہ

تاریخ عالم شاہد ہے کہ دنیا کے ہر دور میں ہر قوم کے طرز زندگی وحی خدا اور طریقہ انبیاء سے مخالف رہا ہے تو وہ قوم باوجود ناز ونعمت دولت وحشمت کے نزول عذاب سے ہلاک ہوکر فنا ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ مالک اس دنیا کا خداوند کریم ہے۔ اور وہ لوگ مالک کی بتائی ہوئی ہدایات کے موافق زندگی بسر نہیں کی بلکہ وہ اپنے اپنے فراست وذہانت سے معاملات کو طے کرنے کی کوشش کی۔

چونکہ تنہا بعقل خود صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکتے تا کہ صحیح میں رغبت اور غلط سے اجتناب حاصل ہوسکتا تو لامحالہ مالک کے زیر قہر وعذاب آ کر بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ یہ تو امم ماضیہ کی تاریخی حالات ہیں، یہاں چونکہ زیر نظر تحقیق موجودہ دور سے تعلق رکھتا ہے تو آپ اس دور کی حالت کو بھی ویسی ہی یقین کرے جس طرح قرون سابقہ کی حالت معلوم ہوئی۔ اور یہاں تین امور بطور تمہید قابل غور ہیں، ان کو پیش نظر رکھ کر آگے مضمون کے جاننے میں مدد ملے گی۔

اول یہ کہ تمام اہل مذاہب تسلیم کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ دنیا کا مالک خالق خداوند کریم ہے۔

دوسرا یہ کہ خبر متواتر سے ثابت ہے کہ قرآن مجید مالک الملک کی آخری اور الہامی کتاب ہے۔ اگر متواتر کو تسلیم نہ کرلیا جائے تو دنیا میں بہت سے ضروری امور کی نفی ثابت ہوجاتی ہے، اور پھر تو تمام کتب سماویہ جو کہ مسلمات میں سے ہیں منفی ہوجاتے ہیں اور جب اس خبر کے وثوق سے دوسرے الہامی کتب متداولہ ثابت ہوتے ہیں تو قرآن مجید بدرجہ اولی ثابت

ہوجاتا ہے۔

تیسرا خود قرآن مجید کا طرز بیان اسلوب مضامین فصاحت و بلاغت پاکیزہ اخلاق کی ہدایت مدح اخلاق حسنہ مذمت اخلاق رویہ یہ امور عقلاً ونقلاً افضل و بہتر ہے اوران امور کا ذکر بمعہ تکرار بدرجہ اولی قرآن مجید میں مذکور ہیں ایسی ہدایات پر غیر کا احاطہ کرنا محال ہے۔

مگر بدقسمتی سے موجودہ دور کے مغرب زدہ مسلمان وتعلیم یافتہ طبقہ اور جدید خیالات کے عناصر پابند مذہب ہونے کے باوجود اس معجز کتاب کے متعلق محض یہاں تک نظریہ قائم کئے ہیں کہ یہ فقط ایک دستور حیات وضابطہ زندگی ہے۔جس میں انسانی بہبود کیلئے ہدایات موجود ہے بس۔ اور پھر اس ہدایات کی پابندی بھی ایک ذاتی اور انفرادی امر ہے معاشرہ اور اجتماعیہ کو اس کی ضرورت ہی نہیں۔

اور اس ہدایات کی پابندی بھی اختیاری ہے لازمی نہیں یہ بھی اس طبقے کا خوش عقیدہ عناصر کی نظریات ہیں، ان کے آزاد منش افراد تو کچھ اور کہتے ہیں جن کو مذہب سے دور کا بھی مناسبت نہیں۔ اس عجالہ میں دلائل سے واضح کر دیا گیا ہے کہ صحیح نظام اور موجودات عالم کے باہم نظم وضبط بغیر وحی الٰہی سے صرف مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اور سوائے مالک کی ہدایات کے صحیح اور غلط کو کوئی جان سکتا بھی نہیں تا کہ وہ اس کی صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے، جب صحیح اور غلط میں تمیز ناممکن ہوا تو ضرور امم ماضیہ کی طرح اس دور کیلئے بھی ہلاکت لازمی ہے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ تمام دنیا کے بڑے بڑے فلسفہ دان اور ذی شعور اور مفکرین جمع ہوکر ایک ادنی سے ادنی چیز بھی ایسے پیش نہیں کر سکتے جس سے مالک اس چیز سے خبر نہ رکھتا ہو مگر کوئی اور بیگانہ اس سے کامل علم رکھتا ہو قیامت تک سوچیں تحقیق کریں پھر بھی اس قاعدہ کلیہ سے بیرون نہیں جا سکتے۔

کبھی اصل مالک کو بے خبر اور بیگانہ کو باخبر نہیں بتا سکتے۔ بلکہ دنیا کی امور کے علم وحی خدا

اور رہبری انبیاء کے بغیر عقل کیلئے محال ہے۔ یہ جو کچھ حکمت وصنعت دنیا میں مختلف نوعیت کے نظر آتے ہیں یقینا ان سب کا ابتداء انموذج وحی الہی اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی برکت ومحبت سے حاصل ہوئی ہیں۔ تمام اہل تواریخ اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے حکمت میں نام پایا وہ حکیم اسقلی بیوس تھا اس لئے اکثر یونانی حکماء اور فیلسوف وحکمران اس نامور حکیم کے خاندان میں سے تھے۔ اس کے زمانہ میں حکمت محض زبانی یاداشت اور صدری تھی، اور وہ بھی اس حکیم کے خاندان میں مخصوص تھا اہل یونان اسقلی بیوس حکیم کو دیوتا اور نبی مانتے ہیں۔

یہ اسقلی بیوس ہرمُس اول جس کے اسم گرامی کو اہل تورات وانجیل حنوک یا اخنوخ تحریر کئے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے ساتویں پیغمبر ہے یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد تھا جو کہ بالاتفاق ہرمُس اول کو استادالحکماء لکھتے ہیں۔

بقراط حکیم اسقلی بیوس کے سلسلہ نسب انیسواں درجہ میں ہوا ہے یعنی اس خاندان کی آخری حکیم گزرا ہے ۴۶۰ء قبل مسیح جزیرہ قاس میں پیدا ہوا ہے۔

فیثاغورث حکیم ۵۶۶ء قبل مسیح گزرا ہوا ہے مصر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے شاگردوں سے اس نے علم حکمت تحصیل کی۔ سقراط حکیم جو کہ مدون طب وحکمت سمجھا جاتا ہے فیثاغورث کا شاگرد گزرا ہے۔

افلاطون سقراط کا شاگرد خاص گزرا ہے مابعد کے تمام حکماء یونان یعنی اشراقیین مشائین رواقین جن میں ارسطو بھی شامل ہے سب افلاطون کے شاگرد ہیں۔

مختصر یہ کہ جب اسقلی بیوس تاریخ میں پہلا حکیم ہے حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد گزرا ہے اور فیثاغورث نامور حکیم حضرت سلیمان علیہ السلام کے شاگردوں کے شاگرد گزرا ہے، بقراط حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد اسباط میں سے ہے اور وہ یقینا اس حضرت کی

حکمت کا حاصل ہوا ہے، بندقلیس حکیم حضرت لقمان کے شاگرد گزرا ہے اور حضرت لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کا شاگرد گزرا ہے۔

سقراط تیسرے درجہ میں حضرت سلمیان علیہ السلام کا شاگرد گزرا ہے۔تو اس تعلیم و تعلم سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام حکمت کا ابتداوحی خداوندی کریم اور تعلیمات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے ہی حاصل ہوا ہے اس بنا پر محققین حکمت اور طب کو الہامی جانتے ہیں۔ (تذکرۃ الحکماء)

پھر عقل اسی بات پر تجربات کر کے کچھ ان کو ترقی دی ہے مگر ان کا ابتدائی تعلیم الہام الہی اور ارشاد انبیاء علیہم السلام سے ہی ہوا ہے، اسی مضمون پر محقق رومیؒ اشارہ فرماتے ہیں:

جملہ حرفتہا یقین از وحی بود
اول او لیک عقل آنرا فزود

اس مدعا کی پیش نظر چند سطور محدود تحقیق و نامساعدت حالات کے باوجود ترتیب دے کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ نیز ہر فرض شناس مسلمان سے بھی گزارش ہے کہ للہ جہاں تک ہو سکے خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی جانی ہو یا مالی اس موجودہ الحاد بے دینی کی دور میں کتاب وسنت کی تعلیمات کی ترقی دینے کی کوشش کریں۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس از وکہ بخدمت گذاشت

احقر عبدالوہاب سریابی
کوئٹہ بلوچستان

(قدرت باری تعالیٰ کے متعلق سوالات)

دنیا میں قدیم سے دو ہی عقیدہ ونظریہ کے لوگ بستے چلے آرہے ہیں:

اول: وہ لوگ جو وجود خدا اور مذہب کے قائل ہیں۔

دوم: وہ لوگ جو وجود خدا اور مذہب کے اصلاً قائل نہیں ہیں۔

یہاں روئے سخن بھی اہل مذاہب سے ہیں مدعا کو پہلے عام فہم کیلئے سوال وجواب سے پیش کی جاتی ہے اس کے بعد نمبر وار دلائل دیجاتی ہے۔

سوال ۱: کیا دنیا کو کوئی مالک پیدا کرنے والا ہے؟

سوال ۲: اگر ہے تو کیا اس دنیا کی موجودات سے اس پیدا کرنے والے مالک کو بہتر علم حاصل ہے یا کوئی بیگانہ کو؟

سوال ۳: اگر بیگانہ کو بھی حاصل ہوسکتا ہے تو کیا یہ ایک عام قاعدہ کلیہ ہے کہ بیگانہ بھی ملکتہ غیر کو بخوبی جان سکتا ہو؟ اگر سوائے مالک کے کوئی بیگانہ نہیں جان سکتا تو پھر اس موجودات عالم کے متعلق مالک کی بتائی ہوئی ہدایات کہاں ہیں؟

سوال ۴: پھر ان ہدایات کو پوری طریقہ سے جاننے کیلئے کونسی تعلیم کی ضرورت در پیش ہوتی ہے؟

(جوابات)

جواب سوال اول: اس دنیا کو ایک پیدا کرنے والا مالک ضرور ہے۔ جیسا کہ ملت اسلام اور دیگر تمام اہل مذاہب کا یہی عقیدہ ہے سوائے دہریوں کے اگر دنیا بے مالک ہے تو کوئی دانش مند صرف ایک آباد خطہ دنیا میں بغیر مالک کے پیش کر کے دکھائیں۔

جواب سوال دوم: اور خود پیدا کرنے والا مالک اس موجودات عالم کا طریقہ کار کو بہتر جانتا ہے، اس لئے کہ اس موجودات کے تمام نیک و بد سے وہی مالک کامل علم بصیرت رکھتا ہے۔ سوائے مالک کے اور کوئی بیگانہ کبھی نہیں جان سکتا اس لئے کہ اس کو علم نہیں جتنا کہ مالک کو علم ہے، یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

اور وہ تمام ہدایات جو کہ اس موجودات عالم کے نظام کیلئے ضروری کافی ہیں، کتاب وسنت میں مضمر ہے نیز ہر دور میں جو طریقہ نظام ان دو ہی فرمودات کے مطابق بنایا گیا ہے تو وہ صحیح ہوا ہے وگرنہ غلط اور باعث نزول عذاب ثابت ہوا ہے تاریخ گواہ ہے۔

جواب سوال سوم: سوال دوم کے جواب میں ملاحظہ کرے۔

جواب سوال چہارم: ان ہدایات کے جاننے کیلئے عربی تعلیم کی ضرورت درپیش ہوتی ہے نہ کہ مغربی تعلیم کی۔

(دلائل برجوابات)

دلیل برجواب نمبر ۱:

یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں تغیر وتبدیل پیدا ہوتا ہے جس چیز میں تغیر وتبدیل ہوتا ہو وہ ایک طریقہ پر قائم نہ رہ سکتا ہو وہ مخلوق اور حادث ہے اس کو خالق اور صانع ضرور ہے یہی ہے عقیدہ تمام مذاہب کا جو وجود خدا کے قائل ہیں سوائے دہریوں کے۔

اسلام کا عقیدہ ونظریہ تو اس بارہ میں اظہر من الشمس ہے محتاج حوالہ ہی نہیں باقی رہی دوسرے مذاہب تو ان کے حوالہ جات اقرار الوہیت کے متعلق ملاحظہ ہو:

(عقیدہ عیسائی مذہب در بارہ اقرار الوہیت)

انجیل میں ہے کہ:

''خدائے کہ جہاں وآنچہ درآن آفرید چونکہ او مالک آسمان وزمین است درہیکلہائے ساختہ شدہ بدستہا ساکن نمی باشد'' انجیل مقدس کہ از زبان اصلی یونانی ترجمہ شدہ است مطبوعہ دارالسلطنت لندن باب ۱۷ آیۃ ۲۴ صفحہ ۲۲۰)

جس خدا نے دنیا اور اس کے سب چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہوکر انسان کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔

(عقیدہ سکھ مذہب در بارہ اقرار الوہیت)

کل پروان کتیب قرآن

پوتھی پنڈت رہے پوران

نانک ناؤں بھیا رحمن

کر کرتا تو را کوّ جان

(گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ صفحہ ۸۳۶)

اس زمانے کیلئے خدا نے قرآن ہی کو منظور کیا اور پوتھیان پنڈت اور پوران سب منسوخ ہوگئے جس میں ای نانک خدا کا نام رحمن ہے اور کرتا دھرتا وہی ایک ذات ہے۔

(عقیدہ ہندو مذہب در بارہ اقرار الوہیت)

''احمد پتو پری میدہا م حگرا ہم سوریہ اواحبنی'' (سام ویدک پرپاٹک ۲ دشتی ۶ منتر ۸)

احمد نے خدا سے پر حکمت شریعت حاصل کی میں سورج کی طرح روشن ہو رہا ہوں۔

''ایسے گوشت کا کھانا حرام ہے جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو'' (منود ہرم شاستر ادھیا ۵ سلوک ۳۶)

پہلے حوالہ میں اقرار الوہیت کے ساتھ نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت بھی موجود ہے۔

(عقیدہ یہودی مذہب در بارہ اقرار الوہیت)

توریت میں لکھا ہے:

''پھر قائم نہ ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسی کی مانند جس نے پہنچانا خدا کو دوبدو''

(توریت کتاب پنجم باب ۳۴)

(عقیدہ پارسی مذہب در بارہ اقرار الوہیت)

پارسی مذہب جس کو آتش پرست یا مجوسی مذہب بھی کہتے ہیں ان کے مذہبی کتابیں ژند اور پہلوی دو زبان میں پائی جاتی ہیں اپنا مذہب کو وہ بھی آسمانی مانتے ہیں زرتشت کو خدا کا نبی تسلیم کرتے ہیں بہر حال وہ بھی وجود خدا کے منکر نہیں ہیں۔ (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا ص/۱۰۰)

(دلائل بر جواب نمبر ۲، ۳، ۴)

ضرورت قانون: یہ ظاہر ہے کہ انسان اپنے بقاء میں ضروریات زندگی کیلئے محتاج ہیں اور ضروریات زندگی سوائے اشتراک دوسروں کے تعاون سے حاصل ہو ہی نہیں سکتے اور اشتراک وتعاون سوائے معاملات ومعاوضات کے کامل نہیں ہو سکتے جب اس بناء پر کہا جاتا ہے کہ انسانی مدنی الطبع ہے جب یہ معاوضات ومعاملات درمیان میں آ گئے تو کبھی ان

معاملات میں ایسے اختلاف وتنازع پیدا ہوجاتا ہے جس سے اختلافی امور دین اور دنیا واقع ہوجاتے اس لئے ان اختلافات کے تصفیہ کیلئے قانون کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ قانون صحیح اور مستحکم ہوموجودات عالم اپنے بقاء ونما کیلئے ایک مستحکم اور صحیح ضابطہ کی متقاضی ہے تاکہ اس ضابطہ کی ماتحت موجودات عالم کا نظام چلایا جاسکے۔ اور وہ نظام واقعات موجودات کے موافق بھی ہوتب مستحکم اور صحیح ہو اس نظام استوار کرنے کیلئے اگر فقط عقلی تجربہ اور مشاہدہ سے کام لیا جائے تو اول یہ نہایت محدود ہے، دوم یہ کہ اکثر غلطی واقع ہونے سے محفوظ نہیں۔ اس وجہ سے غیر یقینی ثابت ہوتے ہیں پھر ان کا مستفاد بھی ضرور مشکوک ہوا ہوگا۔ خصوصاً مجہول ومستنور امور میں تو وہ غلطی سے خالی ہی نہیں رہ سکتے۔

اور تاریخ کا سلسلہ نامکمل ہونے کے ساتھ ساتھ اتنا محفوظ اور قابل یقین نہیں جس سے کبھی کامل علم کا استفادہ ہوسکے اور اسی کے موجودات عالم کے باہم ضبط ونظم بنایا جاسکے۔ کتب ماضیہ منسوخ ہونے کے علاوہ ان کی تعلیمات تحریف وتغیر سے محفوظ نہ رہ سکے جن سے یقینی علم حاصل ہو۔

اب موجودات عالم کے کامل علم آوری کیلئے صرف تین طریقے باقی رہے بس، اور ان تینوں کا ماخذ ایک ہی ہے۔

علماء عقائد کا بھی یہی تحقیق ہے کہ کہ اسباب علم صرف تین ہیں (۱) خبر صادق (۲) عقل (۳) حواس سلیمہ (شرح عقائد نسفی)

ف: عقل اور حواس سلیمہ اسباب علم تو ضرور ہیں مگر اکثر غلطی واقع ہونے سے مصئون نہیں ہیں اس لئے کہ عقول وحواس بحسب فطرۃ وامزجہ متفاوت ہوتے ہیں، نیز توہمات کا غلبہ عقل پر بہت ہوسکتا ہے تو معلوم ہوا کہ تنہا عقل آوری کیلئے کافی نہیں پھر حواس کا مدار بھی

عقل تو ہے اب رہا صرف علم آوری کیلئے خبر صادق اور خبر صادق وہی ہوسکتا ہے جو واقع کے موافق ہو اور واقع کت موافق جبھی ہوسکتا ہے کہ ان موجودات عالم کی خبر کو موجد کی صنعت کے موافق دیا گیا ہو۔

(۱) ثبوت صانعیت و مالکیت: یعنی ہر چیز کا بنانے والا مالک کو اس کا بخوبی علم ہوسکتا ہے۔

(۲) سلسلہ تعلیم و صانع مالک: یعنی مالک اس کی تعلیم دوسرے کو دیا وہ تیسرے کو تیسرے چوتھے کو تا آخر۔

(۳) صانع و مالک کی ذاتی یادداشت کا مطالعہ:

بس موجودات عالم کے صحیح علم و کامل بصیرت اگر ہے تو صرف ان تین طریقوں سے مستفاد ہے۔ یہ اس لئے کہ اصل مالک کے علاوہ اور کوئی بیگانہ خواہ جتنا بھی عقلمند کیوں نہ ہو کوائف موجودات سے معلوم نہیں ہوسکتا جب تک کہ خود مالک نے اطلاع نہ دیا گیا ہو یا بصورت دیگر اس کا اطلاع خبر صادق کے ذریعہ سے کسی تک نہ پہنچتا ہو۔

یعنی ایک مخبر صادق یہ کہے کہ اس چیز کے متعلق مالک نے یوں کہا ہے تب اس چیز کے متعلق کامل بصیرت حاصل ہوسکتی ہے، بہر کیف خود مالک کا اطلاع دینا یا دستاویز مالک سے استفادہ کرنا یا خبر صادق کے ذریعہ سے اس مالک کا اطلاع کا پہنچ جانا کامل علم کا افادہ دے سکتا ہے۔

دلیل اول:

فرض کیجئے کہ ایک شخص خود اپنا ہاتھ کا بنایا ہوا ایک ناقص اور معیوب چیز کو ناقص جان کر عمداً فروخت کرنے میں کامیاب ہوجائے اس دوران اگر بالفرض لینے اور دینے والے کے درمیان تنازع واختلاف اس نقص اور عیب پر پیدا ہو تو آپ بتائیں کہ مجرم کون ہوسکتا ہے خود مالک یا خریدار عقل تو یہی کہتا کہ مالک مجرم ہے۔ اگر

مالک یہ کہے کہ واقعی اس کو میں نے بنایا تو ہے اور اس میں یہ نقص واقعی ہوگا مگر اب اس ناقص چیز کو واپس نہیں لے سکتا اور نقصان کا تاوان بھی نہیں دے سکتا اس لئے کہ مجھے اس کا علم نہیں تھا ہے بلکہ اس نقص کا علم اس خریدار کو بہتر حاصل تھا۔ وہ اس کو ناقص جان کر خریدا ہے، دوسری جانب خریدار اس علم کا قطعاً انکار کرتا ہے، تو کیا کوئی منصف عدالت اس مالک کی بے خبری اور خریدار کی باخبری کو تسلیم کرکے مالک کو بری کر سکتا ہے۔

کیا مالک اپنے اس کہنے میں صادق قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیا منصف عدالت اس مظلوم خریدار کو اس تاوان سے نجات دلا سکتا ہے۔ اگر عدالت اس خریدار کو ضرور حق بجانب دیکھ کر بری کرے اور اس ناقص چیز کو واپس مالک کے سپرد کرے تو بتائے کہ عدالت کے پاس اس بارہ میں کیا حجت اور دلیل موجود ہے کہ اس دھوکہ دینے والے مالک کو ملزم قرار دے سکے۔

سوائے اس کے کہ اس مالک کو یہ سمجھائے کہ آپ چونکہ اس چیز کو خود بنایا ہے اور اس کے مالک ہیں اور یہ چیز کچھ مدت ضرور آپ کے سامنے رہا ہے اب کیسے آپ کو اس کا علم نہیں رہا ہے اس کے برعکس خریدار کو جو کہ نہ اس کا مالک رہا ہے اور نہ اس کو خود بنایا ہے نہ اس کے سامنے کچھ عرصہ رہا ہے، اس چیز کے متعلق کیونکر علم ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ جھوٹے ہے آپ کا یہ تجاہل قبول نہیں آپ ملزم ہیں اس ناقص چیز کو واپس لیں گے یا بصورت دیگر اس نقص کا تاوان واپس دیں گے۔

اگر عدالت یہاں ثبوت مالکیت سے حصول علم کو تسلیم نہ کرے تو پھر اس دھوکہ دینے والے کو کونسی معقول حجت سے ملزم قرار دے سوائے جبر و تشدد کے۔ اگر عدالت بھی جبر و تشدد سے فقط فیصلہ کو منوانے کی کوشش کرے تو پھر وہ عدالت ہی نہ رہی بلکہ ہم اسے جبر و تشدد کے ایک مرکز کا نام دے سکتے ہیں، اور اگر عدالت جبر و تشدد سے کام نہ لے تو اس کے پاس اور کوئی

حجت ہی نہیں جس سے اس دھوکہ دینے والے کو ملزم قرار دے۔

جب وہ عدالت میں قانوناً ملزم نہ ہوسکا تو لازماً اچھے اور برے کا امتیاز ہی ختم ہوتا جس کی بناء پر دھوکہ دینے والے اس عدالت قائم کرنے والے حکومت میں چاہے ناقص اشیاء فروخت کریں اور قیمت کامل چیز کی وصول کریں کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگا، تو آپ بتائیں یہ کہا کا عدل ہے۔

یا تو بصورت دیگر دنیا میں فریب دینا ہی محال عقلی ہوسکتا ہے اس لئے کہ جو کوئی چیز کسی کو دھوکہ سے فروخت کرنا چاہے چونکہ اس چیز کے متعلق پہلے سے (بمطابق اس غلط کہنے کے اشیاء کو سوائے مالک کے اور بھی جانتے ہیں) اس خریدار کو باخبر تسلیم کیا گیا ہے تو پھر وہ خریدار دھوکہ میں کیسے آسکتا ہے حالانکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ کوئی دھوکہ دینے والے بھولے بھالے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ اس لئے فریب دینا بھی محال اور ناممکن نہیں بن سکتا تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ اس مالک کی بے خبری اور خریدار کی باخبری منصف عدالت میں نامقبول ہونا بھولے بھالے خریداروں کا فریب میں آجانا اور نقصان برداشت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دوسرے بیگانوں کو حقائق موجودات کے کامل بصیرت حاصل نہیں ہوسکتا جتنا کہ خود مالک کو علم حاصل ہے۔

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کچھ سرسری علم کسی نہ کسی وجہ سے حاصل ہوسکتا ہے مگر بحث صحیح علم و کامل بصیرت میں ہے سو وہ سوائے مالک کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ فہو المرام

(سلسلہ و شجرہ مالک و صانع سے علم حاصل ہوسکتا ہے)

کسی انجن کو فرض کیجئے اور دیکھئے کہ اس انجن کو تمام لوگ روزمرہ نہایت غور و فکر سے دیکھتے ہیں، کیا یہ دیکھنے والے فقط اس دیکھنے سے اس انجن کو چلا سکتے ہیں اور اس کی اندرونی

نقائص کو وہ ماہر فن کی طرح جان سکتے ہیں، اس کے پرزوں کی محل اور موقع کو اپنے فقط غور وفکر سے پہچان سکتے ہیں یقیناً جواب نفی میں ہے امکان نہیں کہ کوئی اس جواب کو اثبات میں دے سکے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ جتنا بھی عقل مند کیوں نہ ہو سرے سے اس انجن کے پرزوں کے نام تک بھی نہیں جان سکتے سوائے اس کے کہ اس بنانے والے سے تعلیم حاصل کریں، یا پھر اس بنانے والے کہ سلسلہ وشجرۂ تعلیم کے موافق اس انجن کی تعلیم کو کسی استاد سے حاصل کریں۔ اور اس استاد کی تعلیم بھی اس بنانے والے کی ترکیب بناوٹ سے مخالف نہ ہوا ہو تبھی مقصد پورا ہوگا۔ الغرض کہ اس بنانے والے کا شجرۂ تعلیم سے ہی علم حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ میں نے اس انجن کو غور وفکر سے دیکھا ہے میں اس کو ضرور چلا بھی سکتا ہوں۔ یقیناً وہ اس میں کامیاب نہیں ہوگا اسی قانون کی بناء پر ڈرائیوری، انجینئری وغیرہ صنعتوں کیلئے ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ ٹریننگ میں اس اصل ایجاد کرنے والے کی ترکیب وبناوٹ کے مخالف تعلیم دی جائے۔ اور پرزوں کو رد وبدل کیا جائے مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم مافوق کو تحت اور ماتحت کو فوق کریں یقیناً وہ تعلیم قابل عمل اور مفید نہ ہوگا اور اس سے کام نہیں چل سکے گا اس لئے کہ اصل ایجاد کرنے والے کی ترکیب وبناوٹ سے چونکہ مخالف ہے تو وہ پرزے اپنے اپنے مخصوص کام نہ دے سکیں گے یہی شجرۂ وسلسلہ تعلیم اس بنانے والے کا آخر تک اسی طرح سے چلے گا جس طرح ابتداء سے اس کو ایجاد کرنے والے نے اس کی تعلیم دی تھی۔

اگر ایجاد کرنے والے نے اس کی تعلیم دی تھی، اگر ایجاد کرنے والا مالک کے یا اس کے شجرۂ تعلیم کے بغیر کشف حقائق حاصل ہو سکتا تو پھر فقط دیکھنے سے کیوں انجینئری اور ڈرائیوری نہیں کی جاسکتی اور اس میں عملی سلسلہ تعلیم یعنی ٹریننگ کی کیا ضرورت تھی اس سے

ثابت ہوا کہ سوائے ایجاد کرنے والے مالک کے کوئی اور بیگانہ حقائق اور کوائف موجودات سے باخبر نہیں ہوسکتا یا تو پھر اس کی شجرۂ تعلیم ہی سے یہ علم حاصل ہوسکتا ہے اور بس۔ فہوالمراد

(سلسلہ تعلیم اور دستاویز سے علم حاصل کرنا)

ڈاکٹری کو فرض کیجئے اور غور وفکر کیجئے کہ جتنا اس دواؤں کے متعلق اور ان کے فائدہ اور نقصان کے متعلق اس بنانے والے اور ترکیب دینے والے ڈاکٹر کو علم حاصل ہوسکتا ہے کسی دوسرے شخص کو قطعاً حاصل نہیں۔

اس قاعدہ کے رو سے تو جب بھی کسی ڈاکٹر کے دوا سے کوئی نقص اتفاقاً پیدا ہوجاتا ہے تو فی الوقت بعینہ اسی ڈاکٹر کے پاس دفع نقص کیلئے رجوع کرنا پڑتا ہے جس سے دوائی لیا گیا ہے۔ اگرچہ اسی ڈاکٹر معلوم سے کئی بہتر اور ڈاکٹر موجود کیوں نہ ہو۔

البتہ اگر وہ ڈاکٹر دفع نقص سے عاجز ہوکر جواب دے تو پھر بحالت مجبوری کسی اور ڈاکٹر سے مشورہ کرنا پڑتا ہے، مگر پہلے اس ڈاکٹر معلوم سے دریافت کرنے کا خیال ہر ایک انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے، یہ اس لئے کہ عقل کا تقاضہ یہی ہے کہ جس دوا کو جس ڈاکٹر سے ترکیب دی گئی ہے اس کے فائدہ اور نقصان سے بھی اس کو صحیح علم ہوگا، یا تو پھر ڈاکٹر کے متعلم یا متعلم کے متعلم کو یہ علم حاصل ہوگا۔

یا تو پھر اس ڈاکٹر کی مرتب کردہ فہرست ہدایات سے یا اس کے شاگرد کا مرتب کردہ فہرست ہدایات کے مطالعہ سے یہ علم حاصل ہوسکتا ہے اس قاعدہ کے رو سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر دواؤں کے ہمراہ فہرست ہدایات خود اس ترکیب دینے والوں کی طرف سے شامل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی ڈاکٹر کی دوا سے کوئی نقص پیدا ہوجاتا ہے تو لامحالہ حاکم وقت اسی ڈاکٹر معلوم سے باز پرس کرنے کا مجاز رکھتا ہے نہ کسی اور ڈاکٹر سے اگر

بالفرض یہ ڈاکٹر کہے کہ واقعی اس دوا کو میں نے بنایا ہے اور میں نے ترکیب دی ہے، مگر مجھے اس دوا کا فائدہ اور نقصان کا علم نہیں ہے بلکہ مجھ سے بہتر اس دوا لینے والا مریض کو اس کا فائدہ اور نقصان کا علم تھا۔ تو آپ غور کرے اس کا یہ کہنا کہا تک درست ہوگا۔

تو آپ ان ضروری امور سے یقین کریں گے کہ واقعی یہ قاعدہ ہے کہ سوائے بنانے والے یا اس کے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد کے اطلاع دینے سے تا آخر سلسلہ تعلیم ۔ یا فہرست ہدایات موجد کے کبھی حقائق وکوائف اشیاء کے صحیح علم حاصل نہیں ہوسکتا خواہ جتنا بھی عقل مند کیوں نہ ہو، کسی عقل مند کے بس میں یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اس قاعدے کے نقص کو پیش کرسکے۔

(ثبوت ملکیۃ سے)

جائداد کو فرض کیجئے اور غور و تحقیق سے دیکھئے اس کے متعلق سوائے مالک کے کسی کو قطعاً صحیح علم حاصل نہیں، بعض حالات میں خود مالک کے سگے اولاد اور قریبی رشتہ داروں کو بھی اس جائداد کا خبر نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بندگان خدا بغیر کسی اطلاع دہی اور تحریری وصیت کے وفات پاتے ہیں تو ان کا بہت سی مال ملکیۃ جن کا اولاد کو اور رشتہ داروں کو خبر نہیں ضائع اور معدوم ہوجاتے ہیں اس قاعدہ کے رو سے (کہ سوائے مالک کے کسی اور کو علم نہیں ہوسکتا) جب بھی کوئی شخص مرض الموت میں مبتلا ہوجاتا ہے تو پھر وہ خود اپنے زبان سے اپنے اولاد اور دیگر رشتہ داروں کو اپنے جائداد کے متعلق صحیح خبر دیتا ہے یا تو بصورت دیگر اس جائداد کو وہ مفصل تحریر کراکے پسماندگان کی علم آوری اور اختلاف سے نجات دلانے کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ اس کے بعد اول تو کوئی جائداد لاپتہ نہ ہوسکے دوم یہ کہ پسماندان اس تحریر سے نزاع واختلاف کے وقت تصفیہ طلب کریں۔ اس بناء پر اگر اتفاقاً اس متوفی کے

بعد کسی چیز یا کسی جائداد کے متعلق فی مابین پسماندان اختلاف پیدا ہو تو سب سے پہلے تصفیہ کیلئے خود اس مالک کی تحریر شدہ دستاویز کی مطالعہ سے حقیقت حال کی آگاہی حاصل کر کے اسی کے موافق حتی المقدور فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے کہ وہ تصفیہ کرنے والے از خود یہ جانتے ہیں کہ جو چیز خود مالک نے اپنے جائداد کے متعلق تحریر کیا ہے وہی صحیح اور قابل عمل ہو سکے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اگر سوائے مالک کے کسی اور بیگانہ کو بھی کوائف وحقائق موجودات سے کامل آگاہی حاصل ہو سکتا تو کیوں اولاد اپنے باپ کی عام ملکیۃ وجائداد سے صحیح واقف نہیں ہو سکتا اور پھر کیوں اختلاف کے وقت اس دستاویز کو دیکھنے کی ضرورت پیش آجاتی اور کیوں بعض بندگان خدا کے مال بغیر اطلاع دہی سے فوت ہونے کی حالت میں ضائع ہو جاتے یہ سب امور بدہی ہیں جن سے انکار کرنا محال ہے، بلکہ ان سے انکار کرنا ہی نادانی ہے۔

الحاصل اس قیاس پر مکان کو فرض کیجئے مویشیوں کے ریوڑ کو پرکھئے بلکہ تمام اعیان عالم موجودات دنیا میں جہاں بھی آپ غور کریں تو ضرور آپ مالک کو باخبر اور بیگانہ کو بے خبر دیکھیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ مالک کے سوائے کسی دوسرے بیگانہ کو قطعاً صحیح علم وکامل بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ صحیح علم وکامل آگاہی کا مدار اصل مالک ہے خواہ اپنے زبان سے اطلاع کرے خواہ اس کا یہ اعلام خبر صادق کے ذریعہ سے پہنچ جائے۔

بلاخوف وتردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کی انتقاض مشکل اور کسی ہوش مند کیلئے محال ہے بلکہ ہر شخص اپنے روزمرہ کے امور میں یہی قاعدہ کلیہ کو ملاحظہ کرتا ہے۔ اور حقیقت میں عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایک انجن کو کسی انجیئر نے ایجاد کیا ہے وہی اس انجن کو بہتر جانتا ہے اور اس کی کیفیت سے اطلاع دے سکتا ہے۔

کسی دوا کو کسی ڈاکٹر نے ترکیب دی ہے وہی اس کو اچھی طرح جان سکتا ہے، اس کا فائدہ

اور نقصان سے بخوبی اطلاع دے سکتا ہے۔ اس کے متعلق فہرست ہدایات مرتب کر سکتا ہے۔

کسی جائداد کا مالک خالد ہے وہی اس کے متعلق کامل علم رکھ سکتا ہے۔

کسی مکان کو زید نے تعمیر کی ہے وہی اس کی کمیت اور کیفیت سے بہتر واقفیت رکھ سکتا ہے۔ یہ تو مجازی مالکیت وصانعیت کا حال ہے۔

پھر جب کی دنیا ومافیہا کو ایک مالک حقیقی خدائے برتر اپنے قدرت کاملہ سے عدم سے معرض وجود میں لایا ہے وہی ذات اس دنیا کے نیک و بد کے متعلق ہدایات دے سکتا ہے اور وہی ہدایات نظام عالم کیلئے یقیناً صحیح اور واقعات عالم کے موافق اور باعث نجات ہوں گے۔ وہی ہدایات رضاء مالک کے موافق ثابت ہوں گے اس لئے کہ اصل مالک کی بتائی ہوئی ہدایات ہیں۔ کتاب وسنت اور تاریخ شاہد ہیں کہ ان کے علاوہ جتنے بھی ہدایات وضوابط بیگانوں کے امم ماضیہ میں گزرے ہیں یا کہ موجودہ دور میں ہوں گے سب غلط اور واقعات عالم کے خلاف ہیں۔

(موجودہ دور میں تمام ہدایات قرآن وحدیث کی تعلیمات میں مضمر ہیں)

پس حدیث نبوی چونکہ قرآنی تعلیمات کی تشریح کرتی ہیں اس لئے اسلامی اصول نے احادیث نبوی کو بھی وحی کا درجہ دیا ہے، احادیث نبوی کو وحی میں شمار کیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ تمام اہل مذاہب کا یہی دستور رہا ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں کے اقوال کو بھی الہامیات سے کم خیال نہیں کئے ہیں۔

چنانچہ یہودیوں نے اپنی روایات کو جمع کر کے (مسنا) نام رکھا ہے اس روایات کو

تورات سے زیادہ جانتے ہیں، اس رویات پر یہود کے علماء نے شرح لکھی ہیں جو کہ متن اورشرح کو(طالموت) کہتے ہیں۔اب طالموت یروشلم اور طالموت بابل کے نام سے موجود ہیں۔

نصاری اعمال حوار یین کو اناجیل کے برابر جانتے ہیں اس لئے وہ سب روایات اعمال رسولان کے نام سے اناجیل کے ذیل میں شامل اور منسلک ہیں۔

مگرصرف بدقسمت مغرب زدہ اور دہری منش مسلمان کو اعمال رسولان سے چھڑ لگتا ہے۔

اب ان قیاسات ودلائل کے ذہن نشین ہوجانے کے بعد آپ کو ضرور یقین ہوگا کہ قرآنی نظام کے سوا دنیا کو چارہ ہی نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآنی تعلیمات کو جاننے کیلیئے عربی تعلیم کی ضرورت ہے نہ کہ مغربی تعلیم کی۔اس لئے کہ ایک زبان دانی ہر چند ماہر ہو دوسری زبان کو سوائے تعلیم سے قطعاً نہیں جان سکتا۔

یہ بھی یاد رہے کہ موجودہ اسکولوں کے پندرہ بیس منٹ کے تعلیم القرآن سے یا کالجوں کے عام طور پر عربی مضامین کے مشق کرنے کو قرآن دانی کیلیئے کافی سمجھنا اور اس نمونہ کی عربی تعلیم سے قرآن کا معنی دانی کا دعوی کرنا سراسر غلطی ہے۔ایسے تعلیم سے قرآن کے معانی میں قطعاً کامل عبور حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس قرآن پاک کی تعلیمات کو جاننے کیلیئے ایک خاص توجہ اور مصمم ارادہ کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اس قرآن کے حقوق سے عہدہ براسکیں۔

(فائدہ)

پہلے بیان کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں قدیم سے دو ہی عقیدہ ونظریہ کے لوگ بستے چلے آرہے ہیں۔

ایک وہ گروہ جو کہ اس عالم محسوسات کے علاوہ ایک اور مجرد ذات اور لازوال ہستی کا معتقد اور قائل ہے حکماء متقدمین میں سقراط، افلاطون، ارسطو اور ان کے تمام متبعین اسی عقیدہ اور نظریہ کے معتقد گزرے ہیں اسی لئے ان کو متالّہیین کہتے ہیں، اور ان متقدمین حکماء کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

دوسرا وہ قوم جو کہ اس عالم محسوسات کے علاوہ اور کوئی مجرد ذات ولازوال ہستی کا اصلاً قائل نہیں ہیں۔ اور وہ اسی دنیاوی زندگی کے ماسوا کوئی اور زندگی کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

بعض قدیم یونانیوں کا بھی یہی نظریہ تھا مگر سب سے پہلے اس نظریہ کو اپیکور ویوجانس کلبی کے پیروی نے تقریبا چوتھی صدی قبل مسیح یونان میں فروغ دے کر اس کی باقاعدہ اشاعت کرنے لگے۔

وجہ تسمیہ کلبی: کلبی اس کو اس لئے کہتے ہے کہ ان کے عقیدہ میں روئے زمین کے تمام اشیاء مشترک تھے۔ اس بناء پر جب کسی دسترخوان کو دیکھتے خواہ مخواہ اس پر ٹوٹ پڑتے تھے، کیونکہ حیاء کا دور کرنا ان کے ہاں کمال تھا حتی کہ اکثر اوقات اصحاب دسترخوان ان نوخیز حکیموں سے تنگ آکر پھر ان کو کتوں کے نام سے یاد کرتے تھے ان کی طرف ہڈیاں پھینک پھینک کر بھگاتے تھے اس لئے وہ کلبی مشہور ہوئے (رد نیچریت جمال الدین افغانی)

ان دہریوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز میں ایک خاصیت اور طبیعت موجود ہوتی ہے اور ان خواص وطبائع کی بناء پر وہ تمام اشیاء نظام عالم میں چلتے ہیں اور اپنے اپنے مخصوص کام سرانجام دیتے ہیں، ان کی اس گردش طبعی سے دنیا کا نظام وابستہ ہے، اس کے علاوہ اور کوئی فاعل وصانع دنیا کو نہیں ہے۔

جب ان سے دریافت کیا جائے کہ آخران اشیاء کو یہ مختلف طبائع اور خواص پھر کس نے دی ہے، اوران میں یہ تغیروتبدیلی کیوں ہے اور یہ استحالات ان میں کیوں رونما ہوتے ہیں؟ جواب ندارد اس عقیدہ کی بناء پر اس گروہ کو دھری کہتے ہیں۔

چونکہ یہ لوگ ہستی باری تعالی وحشر الاجساد وحیات اخروی سے انکار کر کے دنیا کو قدیم کہتے ہیں، اس لئے دھری کے نام سے موسوم ہیں۔

المنجد میں ہے کہ:

"الدھری: الملحد القائل ان العالم موجوداً ازلاً وابداً لاصانع له"
(المنجد ص/ ۲۲۷ طبع بیروت)

دہری اس ملحد کو کہتے ہیں جو کہ اس عقیدے کا قائل ہیں کہ دنیا ازل سے ابد تک موجود ہے اس کو کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

اس جماعت کو نیچری بھی کہتے ہیں نیچر انگریزی میں طبیعت کو کہتے ہیں، چونکہ یہ جماعت فقط طبعی اثرات سے بقاء دنیا کے قائل ہیں اور وجود خالق سے منکر ہیں اس لئے ان کو نیچری کہتے ہیں۔ نیز مادہ پرست کے نام سے بھی اسی گروہ کو تعبیر کرتے ہیں، اس اعتبار سے کہ وہ صرف مادیات کے قائل ہیں روحانیات سے منکر ہے۔

اس عقیدہ ونظریہ کو چونکہ خاص طور پر اپیکورو یوجانس کلبی یونان میں ترقی دے کر باقاعدہ اس کی اشاعت کی اس لئے اپیکور دہری کے نام سے مشہور ہے۔

دیمقراطیس ایک یورپین ڈارون نامی انیسویں صدی میں بھی اس نظریہ کی شخصیت گزار ہے، بلکہ ڈارون کا تو کہنا ہے کہ انسان پہلے کیڑے مکوڑے تھا پھر بندر گیا اس کے بعد ترقی کرتے کرتے انسان بنا۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

بولا منصور نے خدا ہوں میں

ڈارون بولا بورنا ہوں میں

سن کے کہنے لگے میرے ایک دوست

فکر ہرکس بقدر ہمت اوست

اس قریبی دور میں کمیونسٹ سوشلسٹ یعنی اشتراکیین واجتماعیین اس قدیم عقیدہ ونظریہ والوں کے جدید نام ہیں۔جن کا قوت تخیل روس کا پیداوار ہے اگرچہ کمیونسٹ سوشلسٹ کی تعریفوں میں معمولی سی لفظی فرق ہے مگر عقیدہ کے اعتبار سے دونوں ایک ہی زنجیر کی کڑی ہے۔یہ ازم قریبی دور میں جوکہ تمام مما لک میں پہنچی اور بدستور پہنچ رہی ہے مارکس اور لینن کے کوششوں کا نتیجہ ہے۔کمیونسٹ سوشلسٹ بھی اس قدیم نظریہ وعقیدہ کی اشاعت کرتے ہیں جوکہ اپیکوریو جانس اور ڈارون ودیگر قدیم اہل یونان کا عقیدہ تھا،یعنی انکار الوہیت کمیونسٹ سوشلسٹ چونکہ موجودہ دور سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کے چند حوالہ جات قارئین کرام کیلئے دیا جاتا ہے۔کہ نقل کفر کفر نباشد کمیونسٹ سوشلسٹ کے نزدیک:

''مذہب اور خدا سب سے زیادہ باعث تکلیف ہیں'' (معاذ اللہ)

موجودہ کمیونسٹ بھولے بھالے مسلمانوں کو تو دھوکہ سے یہ کہا کرتے ہیں کہ کمیونزم ایک اقتصادی اور سیاسی تحریک ہے جسے مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔

لیکن مدعیان تحریک وپیشوایان کمیونسٹ وسوشلسٹ یعنی مارکس اور لینن کے نزدیک سب سے پہلے مذہب کی بیخ کنی ضروری ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک دنیا میں غریب انسانوں پر جس قدر ظلم واستبداد کی قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں سب خدا اور مذہب کے وجود سے ہیں ان مصائب کا استیصال اس وقت تک ناممکن ہے جب تک لوگوں سے خدا کے وجود کا ایمان مٹا نہ دیا جائے،اس لئے دنیا میں سب سے پہلے اور سب سے بڑا استبداد کا حامی خود خدا ہے۔

(Bolshevism by edmand candler بحوالہ انسائیکلو پیڈیا)

خود لینن خدا کے تصور کی ابتدا کی وجہ یوں بیان کرتے ہے:

''سرمایہ داری کی غیر مرئی قوتوں نے ذہن انسانی میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے، جس سے ایک حاکم اعلی کے تخیل کی بنیاد پڑی۔ اسے انسان نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کر دیا، سو جب تک خدا کا تخیل ذہن انسان سے فنا نہ کر دیا جاوے یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی''

(Hammer and snd sickleby mark pat rick)

لینن مارکس کے حوالہ سے اپنے ایک مقالہ مطبوعہ منتقلی ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں لکھتا ہے:

''مذہب لوگوں کیلئے افیون ہے اس لئے نظریہ مارکس کے رو سے دنیا کے تمام مذاہب اور کلیسا سرمایہ داری کے آلہ کار ہیں جن کے توسط سے مزدور جماعت کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے، اور انہیں فریب دیا جاتا ہے۔ لہذا مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتر کی ضروری ہے۔ تا آنکہ دنیا سے مذہب کا وجود ہی مٹ جائے''

A.B.C of communism کے باب ۸۹ میں لکھا ہے:

''اشتراکیت کے نام لیواؤں کا اولین فرض ہے کہ مارکس کے اس قول کو کہ مذہب لوگوں کیلئے افیون ہے۔ تمام جماعتوں نے ذہن نشین کرائیں اور انہیں یقین دلائیں کہ ازمنہ گزشتہ میں کیا اور دور حاضرہ میں کیا متمرد اور سرکش انسانوں کے ہاتھ میں مذہب ہی ایک حربہ ہے جس کے ذریعہ دنیا میں عدم مساوات جماعتیں تفریق اور غصب و استبداد کو روا رکھا جاتا ہے اور جس کے نام سے مزدوروں کی جماعت سے سرمایہ داری کی دیوتا کی پوجا کرائی جاتی ہے''

یہ دشمنان تمدن خواہ قدیم دھری ہو خواہ موجودہ دور کے کمیونسٹ و سوشلسٹ ہو انسان کو

وجود خدا اور مذہب سے بیگانہ کر کے اس کا جوہر عقل و ہمت کو پست کر رہے ہیں ۔جس کا لازمی نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے کہ انسان بالکل بہائم کے سی بن جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ انسان ارتقا و برتری صرف حیاء وغیرت سے حاصل ہوسکتا ہے اور حیاء وغیرت اقرار الوہیت وتسلیم مذہب کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ جب ہر ایک انسان اپنے مذہب کو خواہ واقعہ میں کچھ بھی ہو دوسرے مذاہب سے انسانی رشک کے جذبہ سے ضرور بہتر جانتا ہے اور اس رشک کی پیش نظر ہمیشہ اپنے ہم عصر اور ہمسروں سے مسابقت کی کوشش کرتا ہے تا کہ وہ ہر صورت میں دوسرے مذاہب والوں سے بہتر ثابت ہو سکے ۔

تو جب یہاں اقرار الوہیت وتسلیم مذہب سرے سے مفقود ہے حیاء وغرت کیسے نصیب ہو جب حیاء وغیرت ہی نہیں تو اکتساب فضائل وکمالات انسانی کے شوق مسابقت کہاں سے آئے گی ۔تو رفتہ رفتہ انسانی ہمت پست ہوکر بہائم کے سی بن جاتا ہے، یہ ایک نقصان اس عقیدہ کا ۔

دوسرا یہ کہ دشمنان تمدن انسان کو روحانیت واخلاقیات وشرافت وحیاء سے محروم کر کے اس کی قیمتی فکر کو صرف مادیات کی طرف متوجہ کرا دیتے ہیں ۔

اس گروہ کا زاویہ نگاہ فقط دو امر پر ہوتا ہے : ایک معاشی مسئلہ دوم مادی ترقی آگے ان کا کوئی مقصد حیات وغایت جہد نہیں اس نظریہ میں اور بھی کئی نقائص موجود ہیں ۔مگر یہاں عدم گنجائش کی وجہ سے فروگذاشت کی جاتی ہیں ۔

یقیناً اسلام کا سبق اور قرآن کی تعلیم ان تمام نظریات سے بالاتر ہے جس پر عمل کر کے انسان قعر مذلت سے نکل کر روحانیات واخلاقیات اور شرافت سے آراستہ ہوجاتا ہے اور تمام انسانی کمالات ومدادج کو طے کر کے دنیاوی کامیابی کے ساتھ ساتھ اخروی سرخروئی بھی حاصل کر سکتا ہے ۔

اس دھریہ کی اشاعت اب یہی بدستور اکثر ممالک خصوصاً اسلامی مملکتوں میں ہوتا چلا جارہا ہے۔ بلکہ پہلے سے بھی اب اس کی اشاعت عروج پر ہے۔

یہاں تک کہ بڑے بڑے سلطنتوں کے خزانے واعلی افسر واکثر پریس وعام لیٹریچر اس نظریہ کی اشاعت کیلئے وقف ہیں۔موجودہ دور میں نوبت تو یہاں تک پہنچی ہے کہ بعض معتبر مسلم مدیراں اور اسلامی جرائد اس نظریہ کو مختلف لباس پہنا کر مختلف رنگ میں نشر کئے جارہے ہیں ۔اس پر بھی بس نہیں بلکہ مسلم مدیراں اس نظریہ کو نہایت شد ومد سے کتاب وسنت سے ثابت کرنے کی بھی انتھک کوشش کررہے ہیں۔ یاد رہے کہ موجودہ دور میں مذہب سے مذہب والوں سے خلاف جوبھی مضامین نظر آتے ہیں یا مذہب والوں سے نفرت پھیلانے کی آوازیں سننے میں آتے ہیں وہ سب یقیناً مارکس اورلینن کے نظریہ کی صدائے بازگشت ہیں۔

ان مساعی کا تمام ترغرض وغایت صرف یہی ہے کہ مذہب اسلام خود اپنے والوں سے کسی نہ کسی وجہ سے بدنام ہوکر قابل عمل نہ ہوسکے۔اسی غرض کے حصول کیلئے یہ لوگ سوچ سمجھ سے مذہب اسلام کے ساتھ طرح طرح کے خود ساختہ اورمن گھڑت الزامات وابستہ کرکے نہایت حقیرانہ رنگ میں پیش کرتے ہیں۔اور مذہب کو ارتقاء انسان وحصول کمالات کے منافی بتاتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ اگر مارکس اورلینن کے نظریہ کو پیش نظر رکھ کوغور سے دیکھا جائے تو موجودہ دور کے اکثر مغربی تعلیم یافتہ طبقہ مذہب کے لباس میں اشتراکیت کا رنگ لیتے ہوئے نظر آئیں گے،اس لئے اکثر مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کے نزدیک اگر ایک بدنام وحقیر اور مطعون ترقی سے دور رکھنے والی چیز دنیا میں موجود ہےتو مذہب ہےاور وہ مذہب کو بدنام کرنے کیلئے ہر مجلس میں یہی کہتے ہیں کہ مذہبی جذبات ہی سے ہمیشہ اختلافات وتنازعات رونما ہوتے

ہیں۔

ان کے زعم باطل میں دنیا میں اور کوئی چیز پر اختلافات پیدا نہیں، جتنا کہ مذہب پر ہوا ہے ان کے خیال میں اختلافات سے بچنے کا علاج فقط مذہب سے کنارہ کش رہنے اور مذہب کو بدنام کرنے میں حاصل ہو جاتا ہے۔

پھر تعجب یہ ہے کہ بھولے بھالے مسلمان بھی ان بے بنیاد الزامات پر باور کر کے ان ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ ان سادہ مسلمانوں کو یہ خبر نہیں کہ مذہب سے صرف وہی عناصر اختلاف رکھتے ہیں جو کہ دھری اور کمیونسٹ عقیدہ رکھتے ہیں یا ان کے خیالات کو پسند کرتے ہیں، بس یہ اس لئے کہ مذہب سے تعصب کرنے کا نام کمیونزم ہے۔ مذہب کو حقیر یا مذہب والوں کو حقیر کہنے والا مارکس اور لینن کے نظریہ کے آئینہ دار ہے، ان کے علاوہ کبھی بھی آپ کو مذہب سے مخالف نظریہ وعقیدہ دنیا میں نہیں مل سکے گا جو مذہب مذہب کو برا جانے۔

(اتمام الحجت لاسکات طاعن الملت)

ان معترضین مذہب سے دریافت کیا جائے کہ اگر ان چند اختلافات کی بناء پر مذہب کو مورد طعن قرار دی جاسکتی اور مذہب ان تنازعات کے سبب سے مطعون ہے۔ اب گویا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔

یہ سراسر غلطی اور واقعات عالم و تاریخ امم سے ناواقفیت ہے۔ اگر واقعی تحقیر مذہب کے یہی سبب بتلایا جاتا ہے تو پھر اس میں مذہب کی کیا خصوصیت ہے۔ بلکہ یقیناً مذہب سے کئی گناہ زیادہ سیاست اور ملک گیری وجاہ طلبی و دیگر دنیاوی امور پر اختلافات وفسادات ہوتے چلے آرہے ہیں جن کو ہر ایک اہل عصر اور اہل ملک اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اور ازمنہ ماضیہ کی حالات کی تاریخ گواہ ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دنیاوی امور سے باوجود اتنے اختلاف کے آج تک کوئی کنارہ کش نظر نہیں آیا۔ اور نہ آج تک ان معترضین مذہب سے کسی نے اس دنیاوی امور کو مورد طعن قرار دیا۔

بلکہ مزید برآں یہ امور باجود اتنے کثیر اختلافات وفسادات کے روز بروز اتنے مقبول ومرغوب ہوتے چلے آرہے ہیں حتی کہ بڑے بڑے عقل مند لوگ بھی ان پر جان دیتے ہیں مگر ان امور سے دستبردار نظر نہیں آتے ہیں۔

پھر فقط مذہب کو ان چند اصلاحی اختلافات کی بناء پر مطعون گردانا مذہب سے ذاتی عداوت وتعصب کے سوا اور کچھ نہیں مذہب سے عداوت کرنے کا نام دھریہ ہے اس لئے جس چیز کو آپ نفی کیا تو ضرور اس کا مخالف کو ثابت کرنا پڑے گا اور جس چیز کا ضد کو آپ ثابت کیا گویا خود اس چیز کو آپ نفی کیا۔ **نقیض کل علی شئی رفعه**

اب رہا یہ سوال کہ مذہب ترقی سے روکتا ہے تو ان ترقی پسند عناصر سے پوچھتا ہوں کہ

آپ بتائیں کہ یورپ کے کونسی قوم نے اپنے مذہب کو ترک کر کے ترقی کے مدارج کو طے کیا ہے بلکہ یورپ کے مما لک ہر ایک اپنے اپنے دستور میں مذہب کو قانوناً لازمی قرار دیا ہے۔ اور وہ باوجود اپنے ترویج ملت و پابندی مذہب کے ترقی کر رہے ہیں مگر یہاں بدنصیب مسلمان کو مذہب ترقی سے باز رکھتا ہے۔ جاپان باوجود قدامت پسندی اور اپنے مذہب کے پابندی ساتھ ساتھ ترقی میں یورپ سے کسی طرح کم نہیں۔ ان یورپین اقوام کے اور یورپ کے اقوام ہر ایک اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ کر اور اپنے کلساؤں کے پابندی کے ساتھ ساتھ ترقی کئے مگر جاہل مسلمان مغرب زدہ عناصر کیلئے مذہب زہر قاتل سمجھا جاتا ہے۔

کیا اپنے قوم شعار پر قائم رہنا اور اپنی خصوصیت پر ثابت رہنا ترقی کی منافی ہے کیا مسلمانوں کو فرنگیوں کے تمدن میں جزء کیماوی کی طرح تحلیل ہو کر اپنی قوم امتیاز و خصوصیت کو نیست کرنا ہی کمال ترقی میں شمار کیا جاتا ہے، کیا نصاری انیس سو سال اور یہود تقریباً تین یا چار ہزار سال اور جاپان تقریباً دو ہزار سال کے مذہب کی پابندی سے قدامت پسند شمار نہیں ہوئے اور مسلمان تیرہ سو سال کے مذہب کی پابندی سے قدامت پسند شمار ہوتے ہے۔

برین عقل و دانش بباید گریست

تمت

احقر عبدالوہاب سریابی کوئٹہ بلوچستان پاکستان

مورخہ ۲۲ محرم ۱۳۷۵ھ

رحمۃ اللہ علیہ
مسائل اور امام بخاری
مؤلف
احقر العباد محمد عدنان فاروقی حنفی عفی عنہ
مکتبہ تعلیم القرآن نظامیہ
کلی جہلم کاریز کوئٹہ

چار مسائل اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

احقر العباد محمد عدنان فاروقی حنفی عفی عنہ

مکتبہ تعلیم القرآن نظامیہ کلی جہلم کاریز کوئٹہ

تفصیلات

نام کتاب: چار مسائل اور امام بخاریؒ

مؤلف: محمد عدنان فاروقی حنفی

کمپوزنگ: مولانا زین العابدین قاسمی (ہندوستان)

سنہ اشاعت: ۲۰۲۰ء ۱۴۴۱ھ

ملنے کا پتہ

مکتبہ تعلیم القرآن نظامیہ کلی جہلم کاریز کوئٹہ

فہرست مضامین

انتساب

بندۂ حقیر اپنی اس مختصر سی کاوش کو جد محترم فاتح قادیانیت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب سریابی صاحب علیہ الرحمہ اور والدین کریمین اور مادر علمی جامعہ اشرفیہ امدادیہ کوئٹہ اور جملہ اساتذۂ کرام کے نام منسوب کرتا ہے۔

(فاروقیؔ)

تقریظ

مناظر اہلسنت حضرت مولانا علی معاویہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے حافظ عدنان صاحب کی کتاب سرسری طور پر پڑھی، کافی ضرورت تھی ایسی کتاب کی جس میں اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان ان اختلافی مسائل کو کسی یکجا کتاب میں وہ بھی بخاری شریف سے جمع کیا گیا ہو، کیونکہ بخاری شریف عموماً لوگوں کے گھر میں موجود ہوتی ہے تو یہ کتاب لوگوں کو اہل سنت کے عقائد کو دلائل کے ساتھ جاننے کا اچھا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ماشاء اللہ اچھی کاوش ہے اللہ قبول فرمائے۔

علی معاویہ

تقریظ

مناظر اہلسنت حضرت مولانا سید محمد ذاکر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم حافظ محمد عدنان آپ کے اصرار پر چند جملے لکھ رہا ہوں، ماشاءاللہ! آپ کی کاوش اچھی لگی، خوشی ہوئی کہ ہمارے نوجوان دور حاضر میں ان لوگوں کے تعاقب کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں، جو اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات کو اسلاف کے نام کا لیبل لگا کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، ماشاء اللہ اچھی کوشش ہے، اور ضرورت بھی ہے؛ اس بات کی کہ اس طرح کے دھوکہ کی نقاب کشائی ہو، اللہ تعالیٰ مزید علم میں پختگی اور دھوکہ بازوں کا تعاقب کی توفیق دے، زور قلم زیادہ کریں۔ آمین

والسلام

بندہ عاجز سید محمد ذاکر علی شاہ

تقریظ

مناظر اہلسنت حضرت مولانا امتیاز حنفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مدرس شاخ سرگودھا مرکز)

قارئین کرام! زیرنظر رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اسکا مطالعہ کرتے ہی واضح ہوگا کہ کتنا اہم رسالہ ہے؛ میں نے بھی جستہ جستہ تمام مقامات دیکھے ہیں۔مؤلف کی جان کاری و محنت کا اندازہ لگایا؛ مؤلف نے یہ رسالہ تالیف کرکے دونوں مکتبہ فکر کے عقائد کا ایسی کتاب سے فیصلہ کروایا جو کتاب مسلم ہے جسکی صحت پر کوئی کلام نہیں۔

فریقین کے عقائد کو بخاری شریف کی احادیث پر پرکھا گیا ہے تاکہ دیکھا جاسکے کہ فریقین میں سے کس کے عقائد بخاری شریف کے مطابق ہیں اور کس کے خلاف؟ تاکہ امت دھوکہ بازی سے بچ سکے؛ اچھا خاصہ کام کیا ہے مؤلف نے۔

اللہ تعالی انکی اس محنت کو درگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔

امتیاز حنفی

تقریظ

مناظر اسلام قاطع شرک و بدعت فاتح مناظرہ مٹیاری
محقق العصر حضرت مولانا مفتی **نجیب اللہ عمر** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ تعالیٰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔امابعد۔

ہندوستان کی سرزمین سے جنم لینے والے ایک جدید فتنے (جسے بریلویت اور رضاخانیت کہا جاتا ہے) کی سب سے بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے کہ یہ فتنہ امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے لئے ہمیشہ بزرگوں کا غلط سہارا لیتا ہے؛اسکی پوری کوشش ہوتی ہے کہ متقدمین ومتاخرین علماء، فقہا، مفسرین ومحدثین کو اپنی جانب کشید کیا جاسکے؛ تاکہ عوام الناس کے عقیدے پر ان رضاخانیوں کے لئے حملہ کرنے میں آسانی ہو؛ کبھی لکھتے ہیں کہ خاک بدہنش صحابہ کرامؓ کے عقائد ان سے ملتے جلتے ہیں تو کبھی امام اعظم ابوحنیفہؒ تو کبھی صوفیاء کے پیر، پیراں شیخ جیلانی تو کبھی کسی اور بزرگ پر یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ معاذ اللہ انکے عقائد ان اہل بدعات جیسے تھے، بریلوی مولوی فیض احمد اویسی نے تو صحابہ کرامؓ کو اپنی طرف کھینچنے میں یہاں تک بدبختی کا مظاہرہ کیا کہ ایک کتاب لکھ دی "بدعاتِ صحابہ" گویا پڑھنے والا یہ غلط تاثر قائم کرلے کہ بدعات کی ایجاد میں بریلوی تنہا نہیں، نعوذ باللہ اتنا بڑا ظلم کرنے سے بھی اس ظالم طبقہ کو حیاء نہ آئی۔

زیرنظر رسالہ عزیزم م حافظ محمد عدنان فاروقی صاحب کا بھی رضاخانیت کی اس جیسی ایک بدقماشی کا جواب ہے، جسمیں موصوف نے بریلویت کی جانب سے امام بخاریؒ پر ایک الزام کا جواب دیا ہے، بریلویت کی جانب سے امام بخاری پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ نعوذ باللہ وہ بھی اہل بدعات جیسے عقائد کے حامل تھے، عزیزم حافظ عدنان نے اسکا بھرپور جواب دیا ہے۔

اس رسالہ کو بندہ نے بعض چنیدہ مقامات سے پڑھا ماشاء اللہ بہت عمدہ پایا، دعاہے کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

از۔نجیب اللہ عمر

دعائیہ کلمات

استاذ القراء خطیب دلپذیر

حضرت مولانا قاری محمد زاہد محمود قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(نائب امیر جمعیت علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کرتا ہوں پیارے بھائی خیر و عافیت سے ہوں گے آپ کے اہل خانہ بھی ٹھیک ہوں گے؛ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں بیشمار برکتیں عطاء فرمائیں۔ اللّٰھم زد فزد

آپ کی یہ کتاب دیکھ کر ماشاء اللہ بہت ہی زیادہ دلی طور سے مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے مشرکوں کا ایک جواب نکالا ہے وہ بھی بخاری شریف سے اور مدلل گفتگو ہیں مختصر رسالہ میں بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

اور ہمارے اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے وہ صلاحیت دی تھی جو الحمدللہ ہر باطل کا ڈٹ کے مقابلہ کیا کرتے تھے ہم فرزندان دیوبند ہیں ہم بھی ان شاء اللہ العزیز ہر میدان میں ہر باطل کا مقابلہ کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے،(جاء الحق وزھق الباطل) جب حق آجائے تو باطل بھاگ جایا کرتا ہے۔

مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی شایان شان جزاء خیر عطاء فرمائیں اور آپ کے قلم میں برکتیں عطاء فرمائیں۔

از: محمد زاہد محمود قاسمی

تقریظ

استاذی شیخ النحو حضرت مولانا مفتی **سنان احمد** صاحب حفظہ اللہ

(مدرس وخطیب ومفتی شعبہ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ امدادیہ سبزل روڈ کوئٹہ بلوچستان پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

برخوردار عزیزی محمد عدنان فاروقی میرے قابل اعتماد تلامذہ میں سے ہیں جو کافی عرصہ سے جامعہ اشرفیہ میں زیر تعلیم ہیں اور بندہ انتہائی قریب سے ان کو جانتا ہے کہ موصوف کا تعلق بلوچستان کے پسماندہ علاقے میں انتہائی علمی گھرانے سے ہے۔

ان کا مختصر رسالہ "چار مسائل اور امام بخاری" کے نام سے جب بندے کے سامنے آیا تو میں حیران ہوا کہ زمانۂ طالب علمی اور وہ بھی درجہ اولیٰ کے زمانہ میں عزیزم نے اتنے جسارت اور انتہائی بڑے موضوع پر قلم اٹھا کر اپنے علمی کمال کا مظاہرہ کیا ہے۔

اور جب مختصر رسالہ کا مختصر مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ موصوف نے کسی دوسرے مسلک کے جواب میں یہ رسالہ مرتب کیا ہے جس میں انہوں نے ان کے مسلک اور اپنے مسلک کے ساتھ میں امام بخاریؒ کے عقیدے کو انتہائی احسن اور بے غبار انداز میں ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے، جو انتہائی قابل تحسین اور قابل حوصلہ افزاء عمل ہے۔

اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ موصوف کے اس رسالہ کو اپنے بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے لوگوں کے خیر کا ذریعہ بنائے اور موصوف کے اس علمی سلسلہ کو مزید دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا گو بندہ: سنان احمد

1441/6/24ھ مطابق 19 /2/2020ء

تقریظ

مناظر اسلام فاتح بریلویت حضرت مولانا عبد الاحد قاسمی صاحب مدظلہ العالی

(خطیب مرکزی مسجد سجان گڑھ، راجستھان)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماشاء اللہ بہترین لکھا ہے، سب سے عمدہ خوبی یہ کہ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، تاکہ عام قاری آسانی کے ساتھ مطالعہ کر لے۔ فجزاک اللہ احسن الجزاء

عبد الاحد قاسمی

تقریظ

مناظر اہلسنت حضرت مولانا مفتی **محمد عمیر قاسمی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مدرس جامعہ سبحانیہ گرین پارک کالونی اندور، ہندوستان)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

میں نے یہ کتاب سرسری طور پر پڑھی جس کو مؤلف نے کسی بریلوی کے رسالہ کے جواب میں لکھا ہے، اور چار بنیادی مسائل میں امام بخاریؒ کا مسلک واضح کر دیا ہے۔
اللہ تعالی مؤلف کی اس سعی کو قبول فرمائیں، آمین۔

از عمیر قاسمی

تقریظ

ترجمان ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد خواجہ شریف مظاہری صاحب
دامت برکاتہم
(ناظم دارالافتاء مکتبہ محمودیہ تلنگانہ، ہندوستان)

حامدا و مصلیاً اما بعد:

محترم حافظ عدنان فاروقی نے چار مسائل نامی کتابچہ کا مسودہ بھیجا، میں نے اس کتاب کا بالاستیعاب سطر بہ سطر حرف بہ حرف مطالعہ کیا، مؤلف مکرم نے فرقہ بریلویہ کے اہم اختلافی عقائد اربعہ سے متعلق بڑی عمدہ تحقیق و تدقیق کے ساتھ ساتھ ان چار بنیادی مسائل میں امام بخاری ؒ کے مسلک کو وکیلانہ انداز میں خوب واضح کرتے ہوئے مختصر رسالہ تصنیف کیا ہے۔

اللہ تعالی مؤلف کی اس سعی کو قبول فرمائیں۔ آمین

از خواجہ شریف مظاہری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں ایک عظیم پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا؛ جیسا کہ ہر دور میں حق و باطل کا معرکہ رہا ہے، اور ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ حق کو کامیابی سے نوازا ہے، پھر اہلِ باطل اہلِ حق کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کئے ہیں، الحمد للہ اِس دور میں حق پر علماء دیوبند ہی ہیں، جو حسبِ معمول باطل فرقوں کو ہمیشہ شکست دی ہے، انہی باطل فرقوں میں ایک باطل فرقہ "بریلویت" کا ہے، جن کا محبوب مشغلہ صرف اور صرف علمائے حق کے خلاف بھونکنا ہے۔

چنانچہ چند عرصہ قبل فقیر اپنی مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ میں ایک طالب علم کے ساتھ ایک کتاب مسمیٰ "عقیدۃ سیدنا امام بخاری" دیکھی، جو ایک بریلوی نے لکھی تھی، اور اُس میں انھوں نے اپنے تمام شرکیہ عقائد امام بخاری کی طرف منسوب کی ہے، اس لئے سوچا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ واقعی امام بخاریؒ کے یہی عقائد تھے جو موصوف نے اُن کی طرف منسوب کئے ہیں، چنانچہ فقیر نے یہی سوچ مدّنظر رکھ کر چار بنیادی مسائل میں امام بخاریؒ کا مسلک بیان کیا ہے، امید ہے قارئین کے لئے سودمند ہوگا اور فقیر کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد کریں گے۔

احقر الناس محمد عدنان فاروقی غفر اللہ ولوالدیہ

یوم الخمیس ۳/ صفر ۱۴۴۱ھ ۳/ اکتوبر ۲۰۱۹ء

التماس

کسی بڑے سے بڑے ماہر سے غلطی ہوسکتی ہے، میں تو اِس میدان میں محض ایک طالب علم کی حیثیت رکھتا ہوں، اور ''الانسان مرکب من الخطاء والنسیان'' کا مقتضی بھی یہی ہے، اور دوسری طرف معصومیت کی ذات بھی صرف انبیاء کی ہے، اس لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ بعد از انبیاء ہر انسان سے غلطی ہوسکتی ہے، بریں بناء جہاں بھی کوئی غلطی نظر آئے قارئین سے گذارش ہے کہ خط وکتابت کے ذریعہ میری رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

حالاتِ امام بخاریؒ

نام ونسب:

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَرْ دِزْبہ۔ بَرْ دِزْبہ مجوسی تھے، اور اسی مجوسیت پر ان کا انتقال ہوا، ان کے صاحبزادے مغیرہ پہلے شخص ہیں، جو امیر بخارا ایمان جعفی کے ہاتھوں پر مشرف باسلام ہوئے۔

پیدائش اور ابتدائی حالات:

امام بخاریؒ ۱۳/ شوال نماز جمعہ کے بعد ۱۹۴ھ میں بخارا ہی میں پیدا ہوئے، بچپن میں نابینا تھے، لیکن والدہ کی دعا کی برکت سے آنکھیں روشن ہوگئیں؛ امام صاحب کے والد اسماعیل کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا تھا، اور انھوں نے اپنی والدہ کے آغوش شفقت میں نشو ونما پائی۔ ۱۶/ سال کی عمر میں امام موصوف نے عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابوں کو حفظ کرلیا تھا؛ پھر اپنے بڑے بھائی اور والدہ کے ساتھ حج کے لیے گئے، بھائی تو بخارا واپس آگئے، اور امام صاحبؒ نے حج سے فراغت کے بعد دو سال مکہ معظمہ میں قیام فرمایا، پھر اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ منورہ کا رخ کیا؛ اور وہاں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس چاندنی راتوں میں "قضایا الصحابۃ والتابعین" اور "التاریخ الکبیر" تصنیف کی۔ (مقدمہ فتح الباری لابن حجر)

اساتذہ وشیوخ:

امام بخاریؒ کے اساتذہ اور شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے؛ ان کا خود بیان ہے: "میں نے ایک ہزار اسّی آدمیوں سے حدیثیں لکھیں؛ ان میں سب کے سب محدث تھے"۔ (مقدمہ فتح الباری) لیکن یہ مسلّم ہے کہ ان جو اسحٰق بن راہویہ اور علی بن المدینی سے زیادہ فیض پہونچا تھا، حافظ ابن حجر نے ان کے شیوخ کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں:۔

(۱) تبع تابعین، مثلاً محمد عبداللہ الانصاری، ابوعاصم النبیل۔

(۲) تبع تابعین کے علاوہ وہ معاصر جنھوں نے کسی ثقہ تابعی سے حدیث کی روایت نہیں کی؛ جیسے آدم بن ایاس۔

(۳) امام صاحبؒ کے اساتذہ کا یہ درمیانی طبقہ ہے، اس میں ان لوگوں کا شمار ہے جن کو کبار تبع تابعین سے اخذ حدیث کا موقع ملا؛ جیسے قتیبہ بن سعید، احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ۔

(۴) معاصری اور ہمعصر رفقاء؛ جیسے محمد بن یحیٰ دیلمی، ابوحاتم رازی۔

(۵) وہ معاصرین جو امام صاحب کے تلامذہ کے صف کے تھے؛ لیکن ان سے بھی بعض مرتبہ انھوں نے روایت کی ہے؛ جیسے عبداللہ بن حماد آملی وغیرہ۔

تلامذہ:

امام صاحبؒ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بھی نہایت وسیع تھا؛ فریری لکھتے ہیں کہ: امام بخاریؒ سے براہ راست نوّے ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کو سنا تھا۔ امام بخاریؒ کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا، دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں کے آدمی اس میں شریک ہوتے تھے، ان کی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی ان کے مکان میں منعقد ہوتی تھی، ان کے شاگردوں میں بڑے پایہ کے علماء محدثین تھے؛ مثلاً حافظ ابوعیسیٰ ترمذیؒ، ابوعبدالرحمن نسائیؒ، مسلم بن حجاجؒ وغیرہ جو حدیث کے ارکان ستہ کے جلیل القدر رکن ہیں؛ ابوزرعہ، ابو حاتم، ابن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی، ابوعبداللہ الفریری وغیرہم بھی امام صاحبؒ کے تلامذہ میں ہیں، جو آگے چل کر خود بڑے پایہ کے محدث ہوئے، اور ہزاروں لوگوں کو نفع پہونچایا۔

وفات:

رمضان المبارک کا مہینہ گذرنے کے بعد شوال میں سمرقند جارہے تھے کہ راستہ میں دفعتاً پیامِ اجل آگیا؛ اور ۲۵۶ھ میں باسٹھ سال کی عمر میں حدیث رسولؐ کا یہ آفتاب تاباں غروب ہوگیا۔

امام بخاریؒ کا مسلک:

امام صاحب کے مسلک کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے؛ تقی الدین سبکیؒ نے الطبقات الشافعیہ میں اور نواب صدیق حسن خاں صاحب نے ابجد العلوم میں ان کو شافعی لکھا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے نزدیک امام بخاریؒ کے مباحث فقہیہ کا غالب حصہ امام شافعیؒ کے مسلک سے ماخوذ ہے۔(فتح الباری) علامہ ابن قیمؒ کی تحقیق میں امام موصوف حنبلی تھے۔(اعلام الموقعین جلد ا ص:۲۲۶) علامہ طاہر جزائریؒ کی نظر میں مجتہد مطلق ہیں۔(توجیہ النظر ص ۱۸۵) اور صحیح بات یہی ہے، جو علامہ جزائریؒ نے کی ہے۔

تصنیفات:

امام صاحبؒ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ان کی مجمل فہرست یہ ہے:۔

(۱) الجامع الصحیح البخاری

(۲) الادب المفرد

(۳) التاریخ الکبیر

(۴) التاریخ الاوسط

(۵) التاریخ الصغیر

(۶) خلق افعال العباد

(۷) جزء رفع الیدین

(۸) قرآۃ خلف الامام

(۹) برالوالدین

(۱۰) کتاب الضعفاء

(۱۱) الجامع الکبیر

(۱۲) التفسیر الکبیر

(۱۳) کتاب الاشربہ

(۱۴) کتاب الہیۃ

(۱۵) کتاب المبسوط

(۱۶) کتاب الکنی

(۱۷) کتاب العلل

(۱۸) کتاب الفوائد

(۱۹) کتاب المناقب

(۲۰) اسامی الصحابۃ

(۲۱) کتاب الوحدان

(۲۲) قضایا الصحابۃ

{مسئلہ علم غیب اور امام بخاریؒ}

قبل اس کے کہ ہم امام بخاریؒ کے اقوال پیش کریں، فریقین کے دعوی وعقیدہ پیش کردیں، تاکہ آسانی کے ساتھ معلوم ہوجائے کہ فریقین کا عقیدہ کیا ہے؟ اور امام بخاریؒ کا عقیدہ کیا ہے؟

بریلوی حضرات کا عقیدہ:

بانی بریلویت مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:۔

"نبی کریم ﷺ کو تمام جزئی وکلی ولم حاصل ہوگئے، اور سب کا احاطہ فرمالیا" (الدولۃ المکیۃ)

ایک دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"لوح وقلم کا علم جس میں تمام ماکان و مایکون ہے، حضور کے علوم کا ایک ٹکڑا ہے۔" (خالص الاعتقاد ص:۳۸)

مولوی حشمت علی رضوی لکھتے ہیں:۔

"بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو علمِ غیب عطا فرمایا ملکوت السمٰوٰت والارض کا انہیں شاہد بنایا، دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرّہ، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور مطلع علی الغیوب عالم ماکان ومایکون ﷺ کے علمِ اقدس میں نہ آیا" (فتاوی حشمتیہ، ص:۹۹ طبع تنظیم اہلسنت پاکستان)

بریلوی ملک العلماء مولوی محمد ظفرالدین رضوی لکھتے ہیں:

"بیشک رب العزۃ جل وعلا نے اپنے حبیب ومحبوب، طالب ومطلوب، عالم غیوب محمد رسول ﷺ کو تمام اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا، شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا، اشیائے ماکان ومایکون سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا ملکوت السمٰوٰت والارض سے ہر صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس سب کو جدا جدا تفصیلا جان لیا۔" (فتاوی ملک العلماء ص/۲۹۶ طبع شبیر

برادرز لاہور)

بریلوی حکیم الامت مولوی احمد یار خاں نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

"تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کیئے جاویں وہ بھی نگاہِ مصطفےٰ علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کے والد حذیفہ کو بتایا۔۔۔کون کیسا مرے گا؟ کہاں مرے گا؟ کس حال میں مرے گا؟ کافر یا مؤمن؟ عورت کے پیٹ میں کیا ہے؟ یہ بھی میرے حضور ﷺ پر مخفی نہیں؛ غرضیکہ ذرّہ اور قطرہ قطرہ علم میں ہے۔" (جاء الحق ص/ ۲۷، مطبوعہ نعیمی کتبخانہ گجرات)

مولوی ظفر عطار بریلوی لکھتے ہیں:

"ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک علم دیا، اور تمام علوم مندرجہ لوح محفوظ نیز اپنی ذات وصفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطا فرمائے، جمیع جزیات خمسہ کا علم دیا؛ جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے، احوال جمیع مخلوقات تمام ما کان وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا) کا علم عطا فرمایا۔" (حق پرکون ص/ ۱۵۶، مطبوعہ راولپنڈی)

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ:

مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"عالم الغیب ہونا حقیقت خاصہ باری تعالیٰ کی ہے، کسی کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیئے۔" (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱۸ / ۲۵۲، م دار الاشاعت کراچی)

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"عالم الغیب ہونا حق تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، اس میں کسی کو اللہ کا شریک بنانا نہ چاہیئے، باقی جو علم مغیبات کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور رسول اکرم ﷺ کو دیا ہے، وہ ان کو حاصل ہے، بس عقیدہ اس قدر رکھنا چاہیئے، اس سے زیادہ اس میں کچھ عقیدہ رکھنا نہ چاہیئے۔" (ایضاً ص/ ۲۵۴)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب داں نہیں" (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج/۱ص/ ۱۶۴،اضافہ شدہ ایڈیشن)
مزید تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:
(۱) علمِ غیب از: قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ (۲) مسئلہ علم غیب از: حضرت گنگوہیؒ (۳) ازالۃ الریب عن مسئلۃ علم غیب از: امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ (۴) مناظرہ علم غیب مابین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ وحشمت علی خان بریلوی (۵) جواہر التوحید از: حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ (۶) اظہار العیب فی کتاب اثبات علم الغیب از: امام اہلسنت شیخ صفدرؒ (۷) ملا علی قاریؒ اور علم غیب از: امام اہلسنت (۸) بوارق الغیب از: مولانا منظور احمد نعمانیؒ (۹) علمائے دیوبند کے عقائد ونظریات از: مولانا توحید عالم قاسمی۔

قارئین کرام! بریلوی حضرات کا عقیدہ بھی آپ نے پڑھ لیا اور علماء اہلسنت دیوبند کا بھی۔اب ہم ان پر بلا تبصرہ امام بخاریؒ کا عقیدہ مع تشریح کے پیش کریں گے؛ فیصلہ آپ خود کریں کہ امام بخاریؒ کا عقیدہ کس کے عقیدے کے مطابق ہے؟

عقیدۂ امام بخاریؒ:

(۱) عن ام سلمة قالت سمع النبیﷺ جلبة خصام عند بابه فخرج علیهم فقال انما انا بشر وانه یأتینی الخصم فلعلّ بعضا ان یکون ابلغ من بعض اقضی له بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیأخذها او لیدعها۔(بخاری شریف ج/۲ ص/۱۰۵۶،مطبوعه افغانستان)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی، اور ان کی طرف نکلے، پھر ان سے فرمایا: میں تمہارے ہی جیسا

انسان ہوں، میرے پاس لوگ مقدمہ لے کر آتے ہیں، ممکن ہے ایک فریق دوسرے سے زیادہ بلیغ ہو، اور میں (مرتب اور گفتگو میں ہوشیاری کی وجہ سے) اس کے لئے اس حق کا فیصلہ کر دوں، اور یہ سمجھوں کہ میں نے فیصلہ صحیح کیا ہے؛ (حالانکہ وہ صحیح نہ ہو) تو جس کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو بلا شبہ یہ فیصلہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم ﷺ تمام غیوب اور جمیع ما کان و ما یکون (جو بریلوی حضرات کہتے ہیں) کے عالم نہ تھے، اور نہ آپ کے منصب میں یہ بات داخل تھی کہ آپ امور باطنہ کو بھی جانتے، ورنہ اس کا مطلقاً احتمال ہی نہ ہوتا کہ آپ کسی فریق کی چرب لسانی کی وجہ سے جھوٹے کو سچا سمجھ لیتے، اور عمداً اور دیدہ و دانستہ دوسرے مسلمان کا حق اس کو دلوا دیتے۔ اس سے آفتاب نیم روز کی طرح یہ بات آشکارہ ہو جاتی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ظاہری امور اور قرائن و دلائل اور شواہد کے مکلف اور پابند تھے، باطنی امور اور حقیقت حال اور نفس الامر پر اطلاع پانا آپ کے خواص اور لوازم میں شامل نہ تھا۔

حضرت امام شافعیؒ (المتوفیٰ ۲۰۴ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"فبھذا نقول وفی ھذاالبیان الذی لا اشکال معه بحمداللہ تعالیٰ و نعمته علیٰ عالم فنقول ولی السرائر فالحلال و الحرام علی ما یعلمه اللہ تبارک وتعالیٰ الحکم علیٰ ظاھر الامر وافق ذالک السرائر و خالفھا"۔ (کتاب الام ج۷ ص/۳۷، بحوالہ ازالۃالریب)

ترجمہ: ہم اس کے قائل ہیں اور اس کے اندر ایسا واضح بیان ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ واحسانہ کسی عالم پر باعث اشکال نہیں ہو سکتا، سو ہم کہتے ہیں کہ رازوں اور بھیدوں کا جاننے والا تو صرف اللہ ہی ہے، (حقیقتاً) حلال و حرام تو فقط اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، حاکم کا فیصلہ تو ظاہر پر ہی محمول ہے، یہ اندرونی بھیدوں رازوں کے موافق ہو یا مخالف۔

حضرت امام شافعیؒ کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم ﷺ تمام غیوب اور جمیع ما کان و ما یکون کے عالم نہ تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"اتیٰ به ردا من زعم ان من کان رسولاً فانه یعلم کل غیب۔" (فتح الباری ، ج۱۳ ص/۱۵۱)

انما انا بشر کا جملہ خاص طور پر ان لوگوں کے باطل خیال کی تردید کے لئے حضرت نے ارشاد فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول کو کُل غیب کا علم ہوتا ہے۔

حافظ الدنیاؒ نے اس عقیدے کو باطل کہا جو حضور ﷺ کے لئے کلی علم غیب کے قائل ہیں۔ غور فرمائیں جو عقیدہ بریلویوں نے پیش کیا ہے بعینہ اسی کا نام لے کر ابن حجرؒ اسی کو باطل قرار دے رہے ہیں۔

علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

"انما انا بشر یعنی کواحد منکم ولا اعلم الغیب و بواطن الامور کما هو مقتضی الحالة البشریة و انا احکم بالظاهر۔" (عمدة القاری ج ۱۱ ص/۲۷۱)

میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہو، اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا، اور تمہارے معاملات کے اندرونی احوال کو میں نہیں جانتا، جیسا کہ بشریت کا تقاضہ ہے، اور میں تو صرف ظاہری حال پر ہی فیصلہ دیتا ہوں۔

کس طرح واضح الفاظ میں علم غیب کی نفی کر رہے ہیں علامہ عینیؒ؛ اور اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ حضور ﷺ جمیع ما کان و ما یکون کا علم نہیں جانتے تھے۔

مزید جن اکابر امت نے اس حدیث کی شرح میں آپؐ کی کلی علم غیب اور ما کان و ما یکون کی نفی کی ہیں خوف طوالت سے صرف ان کے نام پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ

فرمائیں:

(امام قسطلانیؒ نے ارشاد الساری، ج ۱۰ ص/ ۲۰۴ میں، علامہ علی بن احمد العزیزیؒ نے السراج لمنیر، ج ۲ ص/ ۴۳۳ میں، علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی الحنفیؒ المتوفی ۱۰۶۹ھ نے نسیم الریاض ج، ۴ ص/ ۲۶۱ میں)

(۲) بخاری شریف میں ایک طویل روایت موجود ہے، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپؐ سے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا، قیامت کے بارے میں آپ سے جو سوال کیا اور آپؐ نے کیا جواب دیا آگے بخاری شریف کی عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"قال: متی الساعة؟ قال: ماالمسئول منها باعلم من السائل و ساخبرک عن أشراطها اذا ولدت الامة ربّها و اذا تطاول رعاه الابل البهم فی البنیان فی خمس لا یعلمهن الا الله ثم تلا النبی ﷺ إن الله عنده علم الساعة۔۔۔ الآیة۔ ثم ادبر فقال: ردوه فلم یروی شیئا فقال: هذا جبرئیل جاء یعلم الناس دینهم۔" (بخاری شریف ج۔ ۱، ص/ ۱۲)

ترجمہ: (سوال کرنے والے نے) پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، (البتہ) میں تمہیں قیامت کی علامتیں بتادوں گا، جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے مکانات کی تعمیر میں باہم ایک دوسرے سے بازی لے جائیں، (ان علامتوں کے علاوہ قیامت کا علم) اُن پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی اِن اللہ عندہ علم الساعۃ اس کے بعد وہ شخص لوٹنے لگا، تو آپ نے فرمایا اسے واپس لاؤ! مگر وہ نظر نہیں آیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے، جو

لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے۔

اس عبارت سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، خود نبی کریم ﷺ بھی یہی فرمارہے ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے، اگر آپ ﷺ کو قیامت کا علم ہوتا آپؐ فرما دیتے؛ لیکن آپ ﷺ صرف قیامت کی چند نشانیاں بتلائیں۔

(۳) عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال انی لا تقلب الی اھلی فاجد التمرۃ ساقطۃ علی فراشی فادفعھا لا کلھا ثم اخشیٰ ان تکون صدقۃ فالقیھا۔"

(بخاری شریف ج/۱ ص/۳۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنے گھر جاتا ہوں اور وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے، میں اسے کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں، لیکن پھر یہ خطرہ گذرتا ہے کہ کہیں صدقہ سے نہ ہو اس لئے چھوڑ دیتا ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ کو جمیع ما کان وما یکون کا علم حاصل نہ تھا؛ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ کو یہ معلوم ہوتا کہ اُفتادہ کھجور صدقہ کی ہے یا نہیں؟ اور اس بارے میں آپؐ کو ہرگز کوئی تردد نہ ہوتا، اور نہ آپؐ اس طرح بے قراری اور بے چینی میں رات بسر کرتے؛ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپؐ حاضر و ناظر بھی نہ تھے، ورنہ آپؐ کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ کھجور تو میرے دیکھتے دیکھتے فلاں شخص سے فلاں وقت گری ہے۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"من حدثک انہ یعلم الغیب فقد کذب و ھو یقول لا یعلم الغیب الا اللہ۔"

(بخاری شریف، ج ۲ ص/۱۰۹۸)

ترجمہ: جو شخص تیرے سامنے بیان کرے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے ہیں تو وہ یقیناً جھوٹا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

الحمد للہ علماء اہلسنت دیوبند کا عمل حضرت عائشہؓ کے اسی قول پر ہے۔

{مسئلۂ حاضر و ناظر اور امام بخاریؒ}

بریلویوں کا عقیدہ:

مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔" (خالص الاعتقاد ص:۴۰)

مولوی حشمت علی خاں بریلوی لکھتے ہیں:

"حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کے رب قدیر شہید و بصیر علیم و خبیر جل جلالہ نے بیشک حاضر و ناظر بنایا۔" (فتاوی حشمتیہ ص:۹۲ ناشر تنظیم اہلسنت پاکستان)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"اسی طرح اس کی عطا سے اس کا محبوب ﷺ ہر ہر ایماندار کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔" (ایضاً ص:۸۶)

مولوی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرّہ ذرّہ پر ہے، اور نماز، تلاوت، قرآن، محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں، اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم مبارک سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔" (جاء الحق ص:۱۵۵ نعیمی کتبخانہ گجرات)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"نبی علیہ السلام ہر مسلمان کے پاس ہیں اور مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں، تو حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ موجود ہیں۔" (ایضاً ص:۱۴۰)

مولوی فیض احمد اویسی بریلوی لکھتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ اس مسئلہ میں وہی ہے جو ہمارے اسلاف کا ہے کہ حضور پُر نور سرور عالم ﷺ

عالم کائنات کے ہر ہر ذرّہ میں ہر وقت حاضر و ناظر ہیں۔" (صحابہ کا عقیدہ حاضر و ناظر ص: ۷، مطبوعہ بھاولپور)

مولوی ظفر عطاری بریلوی لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ بعطائے الٰہی اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے لحاظ سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، اور جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جہاں چاہیں اپنے جسد انور کے ساتھ کسی بھی مقام پر تشریف لا سکتے ہیں۔" (حق پر کون؟ ص: ۴۷، مطبوعہ راولپنڈی)

فتاویٰ بریلی شریف میں ہے کہ:

"حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔" (فتاویٰ بریلی شریف، ص: ۱۳۳ مطبوعہ لاہور)

ان جملہ عبارات سے ثابت ہوا کہ بریلوی حضور اکرم ﷺ کو ہر جگہ، ہر وقت اور ہر ہر ذرّہ میں حاضر و ناظر مانتے ہیں۔

علماء اہلسنت والجماعت دیوبند کا عقیدہ:

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے؛ اس کے علاوہ کسی کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔" (ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۱۸، ص: ۱۱۷، خیر الفتاویٰ ج ۱، ص: ۱۶۱، علماء دیوبند کے عقائد و نظریات، ص: ۶۵)

عقیدہ امام بخاریؒ:

(۱) غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار ضائع ہوگیا "فاقام رسول اللہ ﷺ علی التماسہ۔" (صحیح بخاری شریف، ج ۲، ص: ۶۶۳) تو جناب رسول اللہ ﷺ ہار تلاش کرنے کے لئے رک گئے، اور آنحضرت ﷺ کے جملہ شریکِ سفر حضرات صحابۂ کرام بھی اس کو تلاش کرتے رہے، مگر پوری توجہ مبذول کرنے کے بعد بھی وہ ہار نہ مل سکا، تھک ہار کر جب کوچ کرنے کا اعلان کر دیا تو وہ اونٹ جس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ سوار تھیں اس کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا تھا؛ اگر جناب رسول اکرم ﷺ اور حضرات صحابۂ

کرام حاضر و ناظر ہوتے یا عالم الغیب ہوتے تو ہار ضرور نظر آجاتا۔

(۲) بخاری شریف میں یہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کی سرکردگی میں ۹/ صحابی بطور جاسوس مشرکین کے حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کئے، جب یہ حضرات مقام ہدہ میں (جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان تھا) پہونچے تو قبیلہ بنولحیان نے ان کو گھیر لیا، آٹھ صحابہ کو تو اسی جگہ شہید کر دیا، جن میں حضرت عاصم بن ثابتؓ سالارِ قافلہ بھی تھے، اور دو کو گرفتار کر کے مکہ مکرمہ لے گئے؛ کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا؛ حضرت عاصمؓ نے شہادت کے وقت یہ پُر درد الفاظ کہے: "اللهم اخبر عنا نبیک" (بخاری شریف ج/ ۲ ص/ ۵۶۸) اے اللہ! ہمارے حالات سے اپنے نبی کریم ﷺ کو مطلع فرمادے!، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور اسی وقت آنحضرت ﷺ کو مطلع کر دیا۔

اگر آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو ان حضرات صحابہؓ کو جاسوسی کے لئے آپ ﷺ نے کیوں بھیجا؟ خود ہی مدینہ منورہ میں دشمن کے حالات بیان فرمادیتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عاصمؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے ہی آپ کو اطلاع ہو سکتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپ ﷺ دور سے سنتے ہیں، ورنہ حضرت عاصمؓ آپ ﷺ ہی کو ندا کرتے؛ لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کو ندا کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دور سے سننا یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔

{مسئلہ مختار کل اور امام بخاریؒ}

بریلویوں کا عقیدہ:

مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

”آپؐ خلیفۂ اعظم اور زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج،۴ ص:۱۵۵)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں، دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضورؐ کے اختیار میں ہیں۔“ (الامن والعلیٰ ص:۱۹۰، مسلم کتابوی لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

”احکام شریعت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں، جو چاہیں ناجائز فرما دیں۔“ (ایضاً ص/ ۲۱۵)

بریلوی حکیم الامت احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

”سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے، جو چاہیں، جس کو چاہیں، اپنے رب کے حکم سے دیدیں۔“ (جاء الحق ص:۱۹۵، نعیمی کتبخانہ گجرات)

ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ:

”حضور علیہ السلام حرام و حلال کے مالک و مختار ہیں۔“ (رسائل نعیمیہ ص:۱۲۹، رسالہ سلطنت مصطفیٰ ص:۱۷ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ لاہور)

نیز لکھتے ہیں کہ:

”حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کے مالک ہیں۔“ (ایضاً ص/ ۱۳۴)

مزید لکھتے ہیں:

”حضورؐ احکام کے مالک ہیں، جس کے لئے جو چاہیں حلال فرمائیں یا حرام، اور جس

کے لیے جو چاہیں قرآنی احکام کو بدل دیں۔" (ایضاً ص:۱۳۹)

مولوی ظفر عطاری بریلوی لکھتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بے شمار احکام تفویض (سونپنا) فرمائے ہیں؛ لہٰذا آپ جس چیز کو جس کے لئے چاہیں حلال فرمادیں، اور وہی چیز دوسرے کے لئے حرام فرمادیں، جسے چاہیں جنت عطا فرمادیں، اور جسے چاہیں جہنم کی وعید سنادیں۔" (حق پر کون؟ ص:۷۸)

فتاویٰ بریلی میں ہے کہ:

"حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفۂ اعظم ہیں۔" (فتاویٰ بریلی ص:۱۴۱ طبع لاہور)

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ:

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ ہے کہ مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہیں، اور یہ خاص ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا اور مختار کل نہیں ہے۔" (ملاحظہ فرمائیں، !علماء دیوبند کے عقائد ونظریات ص:۶۸، ۶۹، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج،۱۸، ص:۲۴۲)

عقیدہ امام بخاریؒ:

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال تقبلون الصبیان فما نقبلهم فقال النبی ﷺ او املک لک ان نزع اللہ من قلبک الرحمة۔" (صحیح بخاری، ج، ۲ ص:۸۸۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا: آپ لوگ بچوں سے پیار ومحبت کرتے ہیں، ہم تو ایسا نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ

نے فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دل سے پیار و محبت نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مختار کل نہیں ہیں، ورنہ یہ نہیں فرماتے کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حقوق عامۃ المسلمین (مثلاً غنیمت وغیرہ) میں خیانت کرنے سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ جس نے اونٹ، بکری، گھوڑے، کپڑے وغیرہ میں خیانت (اور چوری) کی تو یہ تمام اشیاء قیامت کے دن اس کی گردن پر ہوں گی، اور اپنی اپنی آواز ظاہر کرتی ہوں گی، اور ایسا خائن وہاں کہے گا: یا رسول اللہ اغثنی! فاقول لا املک لک شیئاً قد ابلغتک۔" (بخاری شریف، ج ۱، ص: ۴۳۲)
ترجمہ: اے اللہ کے رسول! مدد کیجئے! اور میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، میں تجھے تبلیغ کر چکا تھا۔
اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپؐ نہ دنیا میں مختار کل تھے اور نہ ہی قیامت کے دن ہوں گے۔

{مسئلۂ نور و بشر اور امام بخاریؒ}

بریلویوں کا عقیدہ:

مولوی احمد رضا خان حضورؐ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا ٹکڑا سمجھتے ہیں؛ ملاحظہ ہو، ان کے اشعار:

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

(حدائق بخشش حصہ اول ص:۱۴۰ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بریلوی مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

"حضور سید عالمؐ اللہ کے نور ہیں، اور سارے عالم کا ظہور حضورؐ کے نور سے ہے۔" (رسائل نعیمیہ ص:۵۱، رسالۂ نور، ص:۳، مطبوعہ لاہور)

ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ:

"حضورؐ نوری بشر ہیں، حقیقت حضورؐ کی نور ہے۔" (ایضاً ص:۷۸)

مولوی فیض احمد اویسی بریلوی لکھتے ہیں:

"حضورؐ نور ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے۔" رسائل اویسیہ ج،۲، رسالہ اول ما خلق اللہ نوری:۴۵، مطبوعہ بھاولپور)

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ:

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بشر ہوتے ہیں، اور آپؐ ذات کے اعتبار سے بشر ہی نہیں؛ بلکہ افضل البشر اکمل البشر سید البشر ہیں، اور وصف کے لحاظ سے آپؐ نور ہی نہیں؛ بلکہ آفتابِ ہدایت اور نورِ اسلام ہیں۔" (علماء دیوبند کے عقائد ونظریات ص:۶۲، تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین، ص:۸۴، ۸۵ از امام اہلسنت شیخ سرفراز خاں صفدرؒ)

عقیدہ امام بخاریؒ:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

"انما انا بشر مثلکم انسیٰ کما تنسون۔" (بخاری شریف ج، ا، ص: ۵۸)

ترجمہ: میں تو تمہارے جیسا بشر ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو، میں بھی بھولتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ بشر ہیں، اگر نور ہوتے تو بشر نہ فرماتے، اور جو کہتے ہیں کہ حضورؐ ہیں تو یہاں کیوں فرمایا انا نورٌ بلکہ انا بشرٌ فرمایا۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"ما کان الا بشرا من البشر الخ" (الادب المفرد للامام البخاری علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: یعنی نہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر بشر میں سے بشر۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ بشر تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

قارئین کرام! خوف طوالت سے ہم نے بطور نمونہ ہر مسئلہ پر چہار چہار یا دو دو احادیث پیش کی ہیں، ماننے والوں کے لئے یہی بہت کچھ ہیں، اور نہ ماننے والوں کے لئے پوری بخاری بھی رکھ دی جائے تو کچھ نہیں۔

وَ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِہٖ اَفْضَلِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالىٰ عَلَيْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ ذُرِّيَّتِہٖ اَجْمَعِيْنَ اِلىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اٰمين ثم اٰمين

و انا العبد احقر الناس محمد عدنان الفاروقی غفر اللہ ولوالدیہ الحنفی مذھبا والدیوبندی مسلکا

۶/ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/ اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ

حضرت مولانا محمد جاوید صاحب مدظلہ

مرتب

محمد عدنان فاروقی حنفی

مقالہ ۱۹۹۴ء
تبلیغی جماعت پر ایک معترض کے اعتراضات
جہاد اور ان کے تقاضے
حضرت مولانا محمد جاوید صاحب مدظلہ
مرتب
محمد عدنان فاروقی حنفی

ماہنامہ الفجر دسمبر وجنوری ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں ایک مضمون (تبلیغی اسلامی اور اسلامی جہاد) کے عنوان سے برادر محترم محمد سعید بھٹو کے شائع ہوا تھا تو اس مضمون میں برادر محترم تبلیغی جماعت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی تھی ۔

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ می روی بتر کستان است

پہلا اعتراض:

معترض نے یہ کیا ہے کہ یہ جماعت جہاد کے احادیث سے خود بخود نتیجہ نکالتے ہیں تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں یہ صریح فریب کاری ہیں اور جہاد سے بھی دور ہیں۔

دوسرا اعتراض:

یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے باوجود تبدیلی نہیں لا سکتے۔

تیسرا اعتراض:

یہ ہے کہ یہ جماعت اسلام کو کلمہ، نماز، روزہ، عمامہ اور چند سنتوں میں محدود رکھتے ہیں۔

جوابات:

اعتراضات کے متعلق لکھنے سے قبل کچھ باتیں یہاں تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اجتماع (قطرہ قطرہ سمندر) کے مثال ہے اور یہ اجتماع بھی ہماری اور تمہاری شرکت سے بیس لاکھ بن جاتا ہے اور یہ بیس لاکھ میں بعض ایسے بھی ہے کہ وہ اپنے کو نمازی ظاہر کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے کہ خود سعید احمد بھٹو صاحب نے لکھا ہے بعض سیر کرنے کے لئے آتے ہیں بعض اپنے تجارت کے لئے آتے ہیں جیسے کہ خود

مضمون نگار نے لکھا کہ وزراء اور وزیر اعظم جیسے ضیاء الحق اور نواز شریف اور اس دفعہ نو منتخب صدر جناب فاروق لغاری صاحب بھی شریک ہوئے اور کچھ افراد ایسے بھی تھے کہ اس جماعت کو منافق اور ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والی جماعت کہتے ہیں پھر کیا یہ سب تبلیغی بن گئے ؟ اس لئے تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شریک ہوئے بلکہ اس جماعت کا اصل کہنا یہ ہے کہ اپنے اندر صحابہ رضی اللہ عنہ والے اوصاف پیدا کرو۔

جو شخص نماز نہیں پڑھتا روزہ نہیں رکھتا پھر وہ کیسے جہاد کے لئے تیار ہوگا یہ بھی تو فرائض میں ہے جب یہ شخص یہ فرائض سے غافل ہے پھر جہاد کے لئے کیسے تیار ہوگا پہلے اس شخص کو ان فرائض پر تیار کرے اس کت بعد جہاد پر، اگر ہم سب انفرادی طور پر جہاد کے لئے تیار ہوجائے ، بجائے اس کے کہ ہم دوسرے کسی شخص کو مخاطب کرے کہ آپ کیوں جہاد نہیں کرتے اس کا مصداق یہ آیت ہے (اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم)" کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو"

اور اس جماعت کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کے اندر دین کا جذبہ اور دینی امنگ پیدا کر دی جائے اور نماز ، روزہ، عمامہ اور کلمہ کی اہمیت ان پر واضح کیا جائے اور پہلے اس کی سیرت اور صورت درست کیا جائے۔(من تشبہ بقوم فھو منھم)

اور اصلاح نفس کے چار طریقے ہیں اور تبلیغ کے اندر حسن اتفاق سے چاروں طریقے جمع ہو گئے ہیں۔صحبت صالح بھی ہے، ذکر و فکر بھی ہے، مواخاۃ فی اللہ بھی ہے، اور محاسبہ نفس بھی ہے، اور انہیں چاروں کا نام تبلیغی جماعت ہے۔عام لوگوں کے لئے اصلاح نفس کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا اور اس طریقہ کار سے دین عام ہوتا جارہا ہے اور ہر ملک کے اندر یہ صدا پہنچتی چلی جارہی ہے، اس کے ذریعہ لوگوں کے عقائد درست ہو رہے ہیں،

لوگ تیزی سے اعمال کی جانب بڑھ رہے ہیں اور اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کی پوری کوشش کرر ہے ہیں، کم ازکم ان تجربات کو سامنے رکھ کر معترضین کو ٹھنڈے دل سے سوچنا اور غور کرنا چاہیے اس لئے اس میں خود چل کر اس کام کے فائدہ کو دیکھنا چاہیے، آپ خود داخل ہوکر اس بات کا فائدہ محسوس کریں گے کہ اس کام سے آپ کو کیا فائدہ پہنچا، آپ اسے تجربات کی روشنی میں معلوم کر لیجئے جو شخص بھی حسن نیت سے اس کام میں آئے گا اس کا اثر اس کو ضرور ہوگا، اس کام میں دعوت بھی ہے اور دعوت ہے (لا الہ الا اللہ) کی اللہ سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے نہ ہونے کا یقین دل میں آجائے، نماز کی محنت بھی ہے، ساتھیوں کے ساتھ تعلق بھی ہے، ذکر بھی ہے، محاسبہ بھی اور بھی بہت سی چیزیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس محنت سے بہت سی خیر اور بھلائی انسان میں آرہی ہے، کتنے برے تھے جو جماعت کی وجہ سے اچھے بن گئے، یہاں تک کہ دیکھا گیا ہے برے عقیدے والے صالح عقیدہ والے بن گئے، اور پھر اعتراض تو وہ قابل قبول ہے جو کام میں گھس کر کئے جائے اور جو باہر بیٹھ کر اعتراضات کے بوچھاڑ کرے وہ قابل قبول نہیں ہوا کرتے۔

اب اعتراضات کے متعلق ملاحظہ فرمائیں جو مضمون نگار برادر محترم محمد سعید احمد بھٹو نے جماعت پر لگایا ہے۔

جواب اعتراض اول:

حالانکہ اصل مجاہد یہ ہی جماعت ہے اور جہاد کے اسفار میں قتال اگر چہ زیادہ معروف ہے لیکن لغت اور نصوص جہاد کو قتال کے ساتھ مخصوص نہیں کرتے، اصل جہاد اعلاء کلمۃ اللہ کی سعی ہے، جس کا درجہ مجبوری اور آخری درجہ قتال ہے قتال اصل مقصود نہیں بدرجۂ مجبوری

ہے۔

تفسیر مظہری میں (کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جہاد کی فضیلت تمام نیکیوں میں اس وجہ سے ہے کہ وہ اشاعت اسلام اور ہدایت خلق کا سبب ہے پس جو شخص ان کی کوشش سے ہدایت پائے گا اس کی حسنات بھی ان مجاہدین کی حسنات مین داخل ہوں گے۔ اوراس سے زائد افضل علوم ظاہرہ اور علوم باطنہ کی تعلیم ہے، اس لئے کہ اس میں حقیقت اسلام کی اشاعت زیادہ ہے۔ فقط اس زمانہ میں تبلیغ سے جتنی ہدایت پھیلی اور پھیل رہی ہے اس سے تو کسی مخالف سے مخالف کو بھی انکار نہیں ہوسکتا ہزاروں آدمی بلکہ لاکھوں بے نمازی پکے نمازی بن گئے، سینکڑوں غیر مسلم ان لوگوں کے ہاتھوں اور ان کے مساعی سے مسلمان بن گئے۔

جہاد کا لغوی معنی مشقت اٹھانے کے ہیں اور شرعاً مشقت کا اٹھانا کفار کے قتال میں بھی اور اس کا اطلاق مجاہدہ نفس پر بھی آتا ہے اور شیطان سے مجاہدہ پر بھی آتا ہے اور فاسقوں کے ساتھ مجاہدہ پر بھی آتا ہے، اور کفار سے جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی اور مال سے بھی، قرآن کریم اور احادیث میں کثرت سے اس قسم کی آیات اور روایات وارد ہوئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

المجاھد من جاھد نفسہ (مشکوۃ)

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

ابن عربی رحمہ اللہ نے ترمذی شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ صوفیا کا مذہب یہ ہے کہ جہاد اکبر نفس کا جہاد ہے اور قرآن پاک کی آیت (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ وہ اصل مجاہد نہیں جو دور کے دشمن سے جہاد کرے، اصل مجاہد وہ ہے جو اس دشمن سے جہاد کرے جو ہر وقت ساتھ ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو حضور نے ارشاد فرمایا:

"رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الا كبر"

یعنی چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ کر آئے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ یہاں جہاد اکبر کا مصداق جہاد بالسیف او جہاد مع الکفر نہیں۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کا اطلاق قتال کے علاوہ دوسرے امور پر بھی اس مقصد میں معین و مددگار ہوں کثرت سے احادیث میں کیا گیا ہے۔ ان میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

ایک صحابی نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے والدین زندہ ہیں انہوں نے عرض کیا کہ زندہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان میں جہاد کر یعنی ان کی خدمت کر۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کی خدمت کو بھی جہاد سے تعبیر کیا ہے۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک شخص غنیمت کی نیت سے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنی قوت کے مظاہرہ کی وجہ سے لڑتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فی سبیل اللہ جہاد وہی ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ سے مراد دعوت الی الاسلام ہے، جہاد معروف مین بھی قتال مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود ایمانا و راعلاء کلمۃ اللہ ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

مشہور حدیث ہے اور بخاری شریف وغیرہ میں موجود ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے فتح خیبر کے لئے جھنڈا دیکر بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ حضور! جا کر ان سے قتال کردوں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بالکل نہیں وہاں جا کر اطمنان سے اول ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو وہ غنیمت کے سرخ اونٹوں سے بہت اچھا ہے اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو پھر دوسرے درجہ میں ان کو جزیہ دینے پر آمادہ کر اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو پھر ان سے قتال کر۔

اور حضور اقدس ﷺ نے جتنے وفود، لشکر قبائل اور علاقوں کی طرف بھیجے ہیں وہ سب دعوت کے لئے تھے۔ حضور ﷺ کی تمام جہادوں کی تعداد ایک روایت کی بناء پر ۱۹ ہے اور دوسری روایت کی بناء پر ۲۷ ہے ان میں سے نو کے متعلق یہ لکھا (بعث مقاتلا) آپ نے جنگ کے لئے بھیجا، بقیہ سب کے متعلق یہی لکھا ہے کہ دعوت کے لئے بھیجا تھا۔

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ جہاد کی حقیقت نہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ امت سو فیصد اللہ کی مدد کو لے کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کریں، لیکن ۳۱۳ والی صفات کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ شرط ہیں، مسلمان آج موت شہادت کی لذت سے بے خبر ہو چکا ہے اور (لاغالب الا اللہ) کا یقین کھو چکا ہے۔ اب اسے حیات چند روز ہی کی فکر ہر دم لگی رہتی ہے اور ایک روٹی کے لئے سو انسانوں کی خوشامد اس کا پیشہ بن گیا ہے۔

فرزند ابراہیم علیہ السلام آج بت شکنی کے بجائے بت تراشی کر رہا ہے اور افرنگ سے نئے اصنام درآمد کر رہا ہے، یہ نسک نشاۃ ثانیہ کی محتاج ہے آج اس سے پھر قم باذن اللہ کہنا ہوگا ہمیں مغرب مسحور ہی نہیں کیا بلکہ بغیر لڑے اس نے ہمارا خاتمہ کر دیا۔ آپ کے اسلاف نے قیصر و کسری کے تخت الٹ دیئے تھے، آج پھر اس مرد مؤمن کی ضرورت ہے

جو ایمان ویقین سے تہذیب جدید کے سحر واثر کا طلسم توڑ دے۔

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذان میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیجاب

اور مضمون نگار نے یہ بھی اعتراض لکھا ہے کہ یہ حدیث کو تبلیغ کے لئے استعمال کرنا کہ ''اللہ کی راہ میں ایک صبح اور شام کا نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے'' پھر اس سے خود بخود نتیجہ نکالتے ہے کہ ایک صبح اور ایک شام تبلیغ کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے یہ ان کے فریب کاری ہے۔

یہاں مضمون نگار کے صریح غلط فہمی ہے (اللہ کی راہ) اس جملہ کی عربی اس طرح ہے (فی سبیل اللہ) اور فی سبیل اللہ عام ہے مجھے بڑا تعجب ہے کہ فاضل موصوف پر فی سبیل اللہ کے الفاظ کو جہاد بالقتال کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں جبکہ نصوص قرآنیہ اور احادیث کثیرہ اس کے عموم پر دلالت کرتی ہیں قرآن پاک کی آیت "انما الصدقات للفقراء" میں فی سبیل اللہ کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد یہ ہے کہ اس سے مراد حج ہے، یہی امام محمد کی رائے ہے اور صاحب بدائع فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ سے مراد جملہ امور خیر ہیں۔، اس میں ہر وہ سعی داخل ہے جو اللہ تعالی کی اطاعت کے بارے میں ہو۔

مشکوۃ شریف میں بروایت ترمذی ودرامی حضرت انسؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص طلب علم میں گھر سے نکلے وہ فی سبیل اللہ میں داخل ہے یہاں تک کہ گھر

واپس آئے۔حاشیہ مشکوۃ پر لکھا ہے کہ یعنی جو شخص طلب علم کے لئے نکلتا ہے اس کو جہاد میں نکلنے کا ثواب ملتا ہے اس لئے کہ یہ طالب العلم بھی مجاہد کی طرح ہے دین کے زندہ کرنے میں اور شیطان کو ذلیل کرنے میں اور اپنے نفس کو مشقت ڈالنے میں۔

امام بخاریؒ نے جمعہ کی نماز کے لئے پاؤں چلنے کے لئے **باب المشی الی الجمعة** میں حضرت عبسؓ کی حدیث ذکر فرمائی:

"من اغبرت قدماه فی سبیل الله حرمه الله علی النار"

جو شخص کے اس کے دونوں پاؤں اللہ کے راستے میں غبار آلودہ ہوئے اللہ تعالی جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتے ہیں۔

اگر امام بخاریؒ اس حدیث سے جمعہ کی نماز کے لئے پاؤں چلنے کی فضیلت پر استدلال کر سکتے ہیں تو پھر اگر مبلغین اللہ کے راستے میں اعلاء کلمۃ اللہ کی خدمت کے لئے پاؤں چلنے پر اس حدیث سے استدلال کریں تو ان پر کیا الزام ہے۔

حضرت دہلویؒ اپنے ایک ایک ملفوظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''یہ سفر یعنی (سفر تبلیغ) غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے، اس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے یہ اگر چہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا ایک فرد ضرور ہے'' (ملفوظات)

جواب اعتراض دوم:

اس اعتراض سے پہلے اگر موصوف دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت کا جائزہ لیتا تو بہت بہتر تھا بغیر جائزہ لئے تبلیغی جماعت پر اعتراض کیا ہے۔

ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں مسلمانوں کے کثرت کی ، دنیا بھر میں جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان میں اسی (۸۰) کروڑ مسلمان آباد ہیں ، اس کے علاوہ غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۴۸ کروڑ کے لگ بھگ ہے مجموعی طور پر مسلمانوں کی دنیا بھر میں آبادی ۱۹۸۲ء کی مردم شماری کے اعداد وشمار سے ایک ارب ۲۸ کروڑ ہیں ،عیسائی ایک ارب ۷ کروڑ کے قریب دنیا بھر میں آباد ہیں ، ہندو ۷ ۴ کروڑ ، اور بدھ مت کے ماننے والے ۲۵ کروڑ کے نزدیک ہیں مسلمان دنیا بھر میں ۷ ۲ % ہیں اس تعداد کے باوجود تبدیلی نہیں لا سکتے ۔

اس بارے میں قرآن وحدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے موجودہ صورت حال اس کے مطابق ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ، ایک زمانہ آنے والا ہے اور عنقریب آئے گا کہ جب ہمارے خلاف قومیں اس طرح جمع ہوجائیں گے جس طرح بھوکے کھانے کے کسی طباق کے اردگرد جمع ہوجاتے ہیں ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا نہیں تمہاری تعداد کم نہیں ہوگی تم تعداد مین بہت زیادہ ہوں گے لیکن تمہارا وزن نہیں ہوگا جس طرح سیلاب اپنے ساتھ کوڑا کرکٹ بہا کر لاتا ہے اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا اور ایک لہر آتی ہے اور سب کو بہا کر لے جاتی ہے تم اس طرح رہ جاؤ گے ۔

دراصل مسلمانوں اور ملتوں کی طاقت کا اصل مرکز ان کی قوت ایمانی ، ان کی سیرت اور کردار ہوتا ہے ، چنانچہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا معاملہ ذات پر نہیں صفات پر ہے ، کہا گیا ہے تم ہی سربلند رہو گے اگر تم ایمان کی صفت پر متصف رہے ۔

قوموں کی تاریخ اور تقدیر دونوں یہ بتاتی ہیں کہ تعداد کی کوئی اہمیت نہیں ، پوری تاریخ

اس بات کی شاہد ہے کہ ایک چھوٹی سی تعداد بڑی تعداد پر غالب آ گئی، اس کا ذکر قران میں بھی آتا ہے جیسے کہ معترض صاحب خود اپنے مضمون میں اس کو ذکر کیا ہے کہ کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی سی تعداد اور گروہ نے بہت بڑی تعداد پر اثر ڈالا اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا۔ مسلمانوں کی اصل طاقت ان کی قوت ایمانی تھی اور ان کے کردار، سیرت ان کا خدا سے تعلق، صحیح مقاصد اور ان کے لئے جدو جہد کی صلاحیت جب تک موجود رہی ہے تو دنیا کے تمام قوموں پر فتح پاتے رہے ہیں۔ اور جب یہ چند چیزیں رہی یا کمزور پڑ گئی تو مسلمانوں کی تعداد بے اثر ہو گئی۔

اور خود اس تبلیغی جماعت کی بانی مولانا محمد یوسفؒ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور ایک بار ایک تقریب میں ارشاد فرمایا کہ میں اس امت سے صرف بدر کی تعداد چاہتا ہوں، اگر تین سو تیرہ کی تعداد اصحاب بدری کی طرح میرے ساتھ ہو جائیں تو پھر خدا سے میں دنیا میں دین کے فیصلے کرالوں۔ صرف تین سو تیرہ کی تعداد چاہیے جس طرح کہ بدر میں تین سو تیرہ اصحاب تھے، اسی درمیان کسی شخص نے حضرت سے پوچھا کہ کیا اب بھی تین سو تیرہ کی تعداد پوری نہیں ہوئی؟ حالانکہ آج لاکھوں کی تعداد میں روزانہ آدمی تبلیغی جماعت میں نقل وحرکت کر رہے ہیں! اس سوال پر حضرت نے جواب دیا کہ برادرم! ابھی تو چالیس کی تعداد بھی پوری نہیں ہوئی ہے ۳۱۳ تو بہت دور کی بات ہے، تو اس شخص نے پوچھا کہ یہ تعداد کب پوری ہوگی، حضرت نے جواب دیا کہ جب تک امت کے افراد کا یقین اپنی جیب سے ہٹ کر خالق کے خزانوں کی طرف نہیں آئے گا تب تک اس تعداد کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے۔

جواب اعتراض سوم؛

اس اعتراض کا جواب مضمون کی طویل ہونے کی وجہ سے اختصار سے دے رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

فرائض، نماز، روزہ وغیرہ چونکہ مقاصد لعینہ ہیں وہ جہاد سے افضل ہیں اس لئے کہ جہاس کی اصل غرض ایمان اور اعمال حسنہ ہی پر عمل کرانا ہے، اور ادائے فرائض پر مواظبت اپنی اوقات میں جہاد سے افضل اس لئے کہ وہ فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے اور جہاد صرف ایمان اور نماز ہی کے قائم کے لئے مشروع ہوا ہے اس لئے اس کا حسن لغیرہ ہے اور نماز کا حسن لعینہ ہے اس لئے یہ افضل ہے، اور ظاہر ہے کہ جو کچھ کوشش بھی نماز وغیرہ کے قائم کرنے کے لئے کی جائے گی وہ افضل الجہاد ہی کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔ اور اسلام کی بنیاد انہیں پانچ چیزوں پر ہیں جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بنی الاسلام علی خمس ــــ الخ" کیا امت کا پچاس (۵۰) فیصد طبقہ نماز پر قائم ہے؟ اسی اور اعمال کا بھی حال دیکھ لیجئے جس میں دین کی سربلندی کے لئے جان کا دینا بھی شامل ہے۔

حق تو یہ ہے کہ ہر جماعت جو دین کے احیاء اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے خدمت کر رہے ہیں تو ان پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین"

اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (بیان القرآن)

مفسرین نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالی کی طرف کسی کو دعوت دے وہ اس بشارت

اورتعریف کا مستحق ہے خواہ کسی طریقے سے بلائے مثلاً: انبیاء علیہم السلام معجزہ وغیرہ سے دعوت دیتے ہیں، اور علماء دلائل سے، مجاہدین تلوار سے، مؤذنین اذان سے، غرض جو بھی کسی شخص کو دعوت الی الخیر دیں وہ اس میں داخل کرے ہے خواہ اعمال ظاہرہ کی طرف بلائیں یا اعمال باطنہ کی طرف جیسا کہ مشائخ صوفیہ معرف اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ (خازن)

مفسرین نے یہ بھی لکھا ہیں کہ (وقال اننی من المسلمین) میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ساتھ تفاخر بھی ہو، اس کو اپنے لئے باعث عزت بھی سمجھتا ہو اس اسلامی امتیاز کو تفاخر کے ساتھ ذکر بھی کرے۔

وما علینا الا البلاغ